مطالعہ کا جذبہ بیدار کرنے والی ایک منفرد تحریر

مطالعہ

کیا، کیوں اور کیسے؟

مصنف

محمد آصف اقبال

کتاب کے مضامین

مطالعہ کا جذبہ بیدار کرنے والی ایک منفرد تحریر

مطالعہ
کیا، کیوں اور کیسے؟

مصنف
محمد آصف اقبال

کتاب کے مضامین

(1) مطالعہ کی لغوی واصطلاحی تعریف
(2) مطالعہ کے فوائد ومنافع
(3) مطالعہ کے مقاصد
(4) مطالعہ اور ہمارے اسلاف واکابر
(5) مطالعہ میں حائل اسباب وعوامل
(6) مطالعہ کا طریقہ کار
(7) مطالعہ اور طلبہ کی روش
(8) مطالعہ کا حاصل

ناشر نور شریعت اکیڈمی، لائٹ ہاؤس کراچی پاکستان

نام کتاب : مطالعہ کیا، کیوں اور کیسے؟

مصنف : محمد آصف اقبال بن عبدالغفار

نظرِ ثانی: ریسرچ اسکالر حامد علی علیمی

پروف ریڈنگ : مولانا محمد عامر مدنی، محمد کاشف اقبال

ڈیزائنر : محمد ارسلان اجمیری

سن اشاعت : جمادی الاولی ۱۴۳۵ھ۔مارچ 2014ء

تعداد : 1000

ناشر : نورِ شریعت اکیڈمی، لائٹ ہاؤس کراچی پاکستان

پرنٹر : بغدادی پرنٹرز، پاکستان چوک کراچی

(شاہ رخ قادری:0314.2197680)

قیمت :

ملنے کا پتہ: جامع مسجد عثمانِ غنی ٹھٹھائی کمپاؤنڈ لائٹ ہاؤس کراچی

مکتبہ قادریہ نزد فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی کراچی

عطاری ہاؤس، نادر شاہ کالونی جام صاحب روڈ نواب شاہ

فہرست

دعائے مغفرت

حاجی عبیداللہ، سعداللہ، حمیداللہ، سرداراں بی بی، حنیفاں بی بی، حمیداں بی بی، غلام رسول، غلام حسین، عبدالستار، حفیظ اختر، کرم الٰہی، محمد بلال، محمد ابراہیم، رحمت بائی، محمد معراج، طٰہٰ شفیق احمد، محمد ناظرین، محمد اسماعیل، عبدالغفار ملک، جنت بی بی، سیدہ رشیدہ خاتون، افتخار احمد، محمد اسماعیل، عبدالشکور انجار والا، علی محمد عیسیٰ بھائی، عائشہ، احمد نواز واہلیہ، عبدالعزیز، زہراء، موسیٰ احمد، امینہ موسیٰ، رحمت اللہ حاجی کریم، منیر بوری والا، عبدالرزاق، محمد حفیظ۔

اے اللہ کریم! میرے اور احباب کے ان عزیز و اقارب اور ساری اُمت مسلمہ کی مغفرت فرما، انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرما اور جنت الفردوس میں اپنے پیارے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ پڑوس عطا فرما۔ آمین

دعا گو: محمد آصف اقبال

انتساب

اپنی پہلی تصنیف کو اپنے پہلے استاذ محترم جناب

قاری محمد سعید قادری حفظہ اللہ تعالیٰ

کے نام کرتا ہوں جنہوں نے مجھے سب سے **افضل کتاب** پڑھنے کا درست طریقہ سکھایا یعنی قرآن کریم کی ناظرہ تعلیم دی اور جنہوں نے میرے دل میں حصول علم کا شوق اجاگر کیا۔

اور اپنے تہجد گزار عابد و زاہد دادا جان

حاجی عبید اللہ آرائیں مرحوم

کے نام کرتا ہوں جن کا آخری کلام لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ تھا اور جن کا دینی رجحان میرے اور اہل خانہ کے مذہبی ماحول کا سبب بنا۔

اور اپنے **والدین کریمین** کے نام جنہوں نے میرے حصول علم کی خاطر تکالیف برداشت کیں اور میری جدائی کو بخوشی قبول کیا۔

میری دعا ہے:

"اے میرے رب تو میرے والدین پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔" (آمین)

محمد آصف اقبال

حدیثِ دل

راقم کافی عرصہ سے اپنے بعض عالم فاضل دوستوں کے معمولات کو دیکھ رہا تھا اور یہ بات بڑی شدت سے محسوس کررہا تھا کہ یہ قابل احترام ''شخصیات'' افہام وتفہیم، تعلیم وتعلم، تحریر وتصنیف اور تقریر وتبلیغ کی صلاحیت ہوتے ہوئے بھی ''مطالعہ'' اور ''صحیح مطالعہ'' سے دن بدن دور ہوتی جارہی ہیں اور یہ حضرات اپنی جامعہ ومدرسہ کی تعلیم کو'' کافی'' سمجھتے ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے کہ صحیح معنوں میں انسان اسی وقت ''تحصیل علم'' پر قادر ہوتا ہے جب اس کی نصابی اور ڈگری والی تعلیم پایہ تکمیل کو پہنچ جاتی ہے۔ پھر جب اس تعلیم یافتہ طبقہ کی یہ حالت زار ہے تو عوام کے مطالعہ نہ کرنے کی کیا شکایت۔ راقم نے غور کیا تو راہِ مطالعہ میں رکاوٹ بننے والے کئی اسباب سامنے آئے۔ لہٰذا خیر خواہی مسلمین کے جذبہ کے تحت ایک مختصر مضمون لکھنا شروع کیا لیکن پھر نہ جانے ذہن میں کیا سودا سمایا کہ ''مطالعہ'' کے تعلق سے مطالعہ شروع کر دیا اور اس سے جو حاصل ہوا اسے بھی مضمون کا حصہ بنانا شروع کر دیا۔ پھر کیا تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے ''مختصر مضمون'' ایک ''مختصر کتاب'' کی شکل اختیار کر گیا اور تکمیل سے قبل ریسرچ اسکالر جناب حامد علی علیمی صاحب اطال اللہ عمرہ نے کچھ باتوں کی طرف توجہ دلائی تو ان کا بھی حسب ضرورت اضافہ کر دیا ہے۔ راقم ہر اُس کرم فرما کا شکر گزار ہے جس نے کسی بھی طرح اس کاوش میں معاونت کی بالخصوص ریسرچ اسکالر مترجم ومصنف

جناب حامد علی علیمی صاحب اور ایک صاحب کمال بندۂ مخلص جنہوں نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط کے ساتھ کتاب پر نظر ثانی فرمائی، اللہ تعالیٰ دونوں حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے نیز جناب مولانا محمد عامر مدنی بن قمرالزماں انصاری اور برادر اصغر محمد کاشف اقبال صاحبان جنہوں نے کتاب کی پروف ریڈنگ کی ذمہ داری نبھائی۔ باری تعالیٰ ان کو بھی دونوں جہاں میں شاد وآباد رکھے اور بڑی ناسپاسی ہوگی اگر جناب علامہ طاہر رضا ثناء صاحب کا شکریہ ادا نہ کیا جائے کہ جنہوں نے اپنا قیمتی وقت صرف کر کے کتاب کے لئے مطالعہ کے منظوم فوائد لکھ کر دیئے، یہ نظم کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیے۔ ساتھ ہی ساتھ اپنے تاثرات وتقاریظ سے نوازنے والے علماء، دانشوروں اور اسکالرز کا بھی تہہ دل سے مشکور وممنون ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں مطالعہ کی توفیق اور اس کے جملہ فوائد ومنافع سے فیض یاب فرمائے اور اس ادنی کاوش کو مصنف، اس کے والدین، آباء واجداد، بہن بھائیوں، بیوی بچوں، عزیز واقارب، دوست احباب، پروف ریڈر وناشر نیز اس کار خیر میں تعاون کرنے والے ہر شخص کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ امین بجاہ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد آصف اقبال (ایم۔اے)

(نزیل کراچی، ساکن نواب شاہ، سندھ پاکستان)

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَحْدَه وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّانَبِیَّ بَعْدَه
وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الَّذِیْنَ اَوْفُوْا عَهْدَه.
اَمَّا بَعْد، فَاَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آغاز سخن

عالمی کتب میلہ:

''ایکسپوسینٹر کراچی'' کا نام سنتے ہی ہمارے ذہن میں عالمی منڈی کا خیال آتا ہے اور بین الاقوامی تجارت کا تصور قائم ہو جاتا۔ اسلحہ کی نمائش ہو یا دیگر مصنوعات کا فروغ یہ جگہ اس حوالے سے اپنا ایک خاص تعارف رکھتی ہے۔ جہاں اس ''ایکسپوسینٹر'' میں دیگر اشیاء کی نمائش اور کاروبار ہوتا ہے وہیں پچھلے نوسالوں سے ''کراچی انٹرنیشنل بک فیئر'' (Karachi international book fair) کے نام سے کتابوں کی نمائش کا بھی اہتمام کیا جارہا ہے۔ اس بک فیئر کا بظاہر مقصد کتب بینی اور علم دوستی کا فروغ ہے جبکہ ایک مخصوص طبقہ پس پردہ بنام ''ہدیہ'' کچھ ''دنیا'' بنانے میں مشغول رہتا ہے کیونکہ ظاہر یہ کیا جاتا ہے کہ یہاں بازار سے کم قیمت پر کتب دستیاب ہیں مگر معاملہ کچھ کچھ اور کہیں کہیں بلکہ کہنے دیجئے کہ زیادہ تر برعکس نظر آتا ہے، الا ماشاءاللہ۔

دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ اس کتب میلے میں دینی کتب کے بھی کثیر اسٹال نظر آتے ہیں جو اپنے اپنے مکتبۂ فکر کی ''فکر'' اور نمائندگی کرتے ہیں۔ان میں بعض اسلام کی خاطر سرفروشی کا جذبہ رکھتے ہیں اور ایک تعداد اُن کی بھی ہوتی ہے جو'' اسلام فروشی'' کا ''فریضہ'' سرانجام دیتے ہیں۔قطع نظر اس ''مقدس کرپشن'' کے ہم دعا گو ہیں کہ کتب کی یہ نمائش جاری رہے، کتب بینی کا شغل ترقی کرتا رہے، علم وآگہی میں اضافہ ہو اور بدعنوانیاں اپنے منطقی انجام کو پہنچیں (آمین) مگر ہم اس تحریر میں صرف کتب بینی اور مطالعہ کے حوالے سے کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ علم انسان کو دیگر مخلوقات سے امتیاز عطا کرتا ہے اور نہ صرف یہ بلکہ علم انسان کی بنیادی ضرورت بھی ہے اور اس کے حصول کے جہاں دیگر ذرائع ہیں وہیں ایک معتبر ومضبوط ذریعہ مطالعہ بھی ہے۔

مطالعہ نہ صرف ذاتی ترقی کا باعث ہے بلکہ مذہب وملت اور معاشرے کی تعمیر وترقی کا بھی اہم عنصر ہے۔مطالعہ کی اہمیت یوں بھی واضح ہے کہ انسان اس کے ذریعے آہستہ آہستہ اپنی معلومات میں وسعت پیدا کرتا ہے جس کی بدولت اس کی فکر ونظر کا زاویہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جاتا ہے۔الغرض،

''مطالعہ استعداد کی کنجی اور صلاحیتوں کو بیدار کرنے کا بہترین آلہ ہے۔''

کتاب کی تفصیل:

ہم اس کتاب میں مطالعہ کی تعریف وموضوع، مطالعہ کے مقاصد، مطالعہ کے فوائد، مطالعہ کی درست سمت، مطالعہ اور ہمارے اسلاف واکابر،

مطالعے کا طریقہ، قرآن وحدیث کے مطالعے کا انداز، مطالعہ میں حائل اسباب وعوامل، تیز تر مطالعہ کا فن، مطالعہ اور طلبہ کی روش اور آخر میں حاصل مطالعہ کی حفاظت واہمیت وغیرہ ذکر کریں گے تاکہ کم ہمتوں میں مطالعہ کا جذبہ بیدار ہو، بے سمتوں کو صحیح سمت میسر آئے، اہل علم بالخصوص طلبہ کے شوقِ علم کو مہمیز لگے اور اہل مطالعہ کا ذوق مزید ترقی کرے۔

کچھ لفظ "مطالعہ" کے بارے میں

مطالعہ کی لغوی واصطلاحی تعریف:

لغت میں مطالعہ کا معنی یہ لکھا ہے کہ "کسی چیز کو اس سے واقفیت حاصل کرنے کی غرض سے دیکھنا۔" (اردو لغت، ج ۱۸، ص ۲۱۵) مطالعہ کے اور بھی معانی ہیں جیسے غور، توجہ، دھیان وغیرہ (فیروز اللغات) اور قاموس مترادفات میں یہ لکھا ہے: خوض، غور، توجہ، دھیان، خیال، مشاہدہ، کتاب بینی، کتاب خوانی، کتب بینی۔ (قاموس مترادفات، ص ۱۰۰۰)

جب کہ "اصطلاح" میں بذریعہ تحریر مصنف یا مؤلف کی مراد سمجھنا "مطالعہ" کہلاتا ہے۔ (ابجد العلوم، ج ۱، ص ۲۱۸)

مطالعہ کا موضوع اور غرض وغایت:

فن مطالعہ کا موضوع "تحریر" ہے اور "خطا سے بچتے ہوئے غرضِ مصنف کو سمجھنے میں کامیابی" اس فن کی غرض وغایت ہے۔

دوسرے لفظوں میں اس کی غرض وغایت کو یوں بھی تعبیر کر سکتے ہیں کہ مطالعہ کرنے والا لکھنے والے کی مراد کو درست سمجھنے میں کامیاب ہو جائے، خطا سے محفوظ رہے اور تحریر کو نفس عبارت کے لحاظ سے باطل قرار دینے سے بچے۔ (ایضا)

مطالعہ اور دو دلچسپ نکتے:

لفظ ''مطالعہ'' جس لفظ سے بنا ہے، علامہ غلام نصیر الدین صاحب نے اس لحاظ سے دو دلچسپ نکتے نقل فرمائے ہیں، یہاں ان کا بیان فائدے سے خالی نہ ہوگا۔ چنانچہ موصوف رقم طراز ہیں:

نکتہ اول: مطالعہ کا مادہ ''طلوع'' سے ہے اور طلوع پردہ غیب سے عالم ظہور میں آنے کو کہتے ہیں، اسی لئے کہا جاتا ہے: طَلَعَتِ الشَّمْسُ یعنی سورج عالم غیب سے عالم ظہور میں نمودار ہوا اور مطالعہ باب ''مفاعلہ'' سے ہے اور مفاعلہ میں جانبین سے برابر کے علم کو کہتے ہیں۔ اب مطالعہ کا معنی یہ ہوا کہ ادھر طالب علم نے اپنی پوری توجہ کتاب کی طرف مبذول کی، ادھر کتاب نے طالب علم کو اپنے فیوض وبرکات سے نوازا اور اب دونوں کے گہرے رابطہ سے کام بن گیا۔

نکتہ دوم: کسی کو بار بار دیکھا جائے تو اگرچہ وہ ناواقف ہی کیوں نہ ہو لیکن بار بار دیکھنے سے وہ سمجھتا ہے کہ شاید اس کا مجھ سے کوئی تعلق ہے وہ خود ہی اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اسی طرح طالب علم جب کتاب کو بار بار دیکھتا ہے تو کتاب کو اس کے حال پر رحم آجاتا ہے اور وہ اپنے مطالعہ کرنے والے طالب سے

اپنے انوار و برکات منعکس کرنا شروع کر دیتی ہے اور اپنے خیرات و فیوضات سے اس کے دامنِ مراد کو بھر دیتی ہے۔ (کچھ دیر طلباء کے ساتھ، ۱۳۰)

مطالعہ کے فوائد ومنافع

مطالعہ کے آٹھ فوائد:

مطالعہ کے تمام فوائد کو احاطہ تحریر میں لانا ممکن نہیں البتہ ان کثیر فوائد میں سے آٹھ یہاں تحریر کئے جاتے ہیں تا کہ کسی قدر مطالعہ کے لئے رغبت وتحریک پیدا کی جاسکے:

پہلا فائدہ: ایمان کی پختگی:

مطالعہ ایمان کی مضبوطی وپختگی کا باعث ہے مگر یہ اسی وقت ہوگا جب کسی کتاب کو پڑھنے کے بعد ایمان کو تازگی ملے اور انسان کے دل میں موجود توحید ورسالت کی شمع مزید روشن ہو جائے ورنہ بعض لوگ قرآن وحدیث پڑھ کر بھی نہ صرف گمراہ اور گمراہ گر بنتے ہیں بلکہ بعض تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مشرق سے ایک گروہ ایسا نکلے گا جو "یَقْرَءُوْنَ الْقُرآنَ لَایُجَاوِزُ تَرَاقِیَهُم یعنی قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا" (صحیح البخاری، ج۴، ص۵۹۹، الحدیث:۷۵۶۲)

اس کی وجہ یہ ہے کہ ایسے لوگ صرف اپنی عقل کے غلط استعمال سے اور خودساختہ باطل اصولوں کے "اندھیرے" میں قرآن وسنت کو سمجھنے کی کوشش کریں

گے۔اس کے برعکس اگر کوئی شخص ایمان کو ترقی ونورعطا کرنے والی مستند کتب جیسے تمہید الایمان، بہارشریعت کا پہلا حصہ یا جاء الحق یا حافظ ملت عبدالعزیز محدث مبارک پوری علیہ الرحمہ کا مختصر مگر مدلل رسالہ ''اَلْمِصْبَاحُ الْجَدِیْد بنام: حق وباطل کا فرق'' یا مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ کی ''اَلْعَقَائِد وَالْمَسَائِل'' کا مطالعہ کرتا ہے تو ایمان کو پختگی ملتی ہے، اس کی نورانیت میں اضافہ ہوتا ہے اور مطالعہ کرنے والا حقیقی مسلمان بنتا ہے، جیسا کہ

فتاوی رضویہ کے حاشیہ میں ہے: ''حسام الحرمین'' میں اکابر علمائے حرمین شریفین کی مُہری تصدیقات وفتاوی ہیں جن میں اُن دشنام دہندوں کا حکم شرعی مدلل ہے اُس کا مطالعہ پکا مسلمان بناتا ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج۱(ب)، ص۹۲۸)

دوسرا فائدہ: علم میں ترقی:

مطالعہ سے علم بڑھتا ہے۔ یاد رہے کہ علم سیکھنے ہی سے آتا ہے، اس کے حصول کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا: اِنَّمَا الْعِلْمُ بِالتَّعَلُّم ترجمہ: بے شک علم سیکھنے سے آتا ہے۔ (کنز العمال، ج۱۰، ص۱۰۴، الحدیث: ۲۹۲۵۲) اور سیکھنے کا ایک بہترین ذریعہ مطالعہ ہے۔ علم کی برکتیں بے شمار ہیں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: علم کی بدولت فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا، حضرت یوسف علیہ السلام کو بادشاہی ملی اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر خلافتِ الٰہیہ اور شفاعتِ کبری کا

سہرا بندھا۔ (تفسیر نعیمی، ج۱،ص۲۳۲ملخصا)

اور علامہ عبدالرؤف مناوی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں: علم کے علاوہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز میں اضافہ کی دعا کا حکم نہیں دیا گیا۔

(فیض القدیر، ج۲،ص۱۶۸،تحت الحدیث:۱۵۰۶)

تیسرا فائدہ: معرفت کا حصول:

مطالعہ حصولِ معرفت کا ذریعہ ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ انسان کتاب کے مطالعہ سے آغاز کرتا ہے اور پھر کائنات کے مطالعہ (مشاہدہ) کی طرف متوجہ ہوتا اور پھر اس پر درجہ بدرجہ کائنات کے سربستہ رازوں کے پردے کھلتے چلے جاتے ہیں اور ایک وقت آتا ہے کہ انسان معرفتِ نفس و جہاں سے ترقی کرتے کرتے معرفتِ باری تعالیٰ کے راستوں تک رسائی حاصل کر لیتا ہے۔ گویا مطالعہ معرفت کے لئے سیڑھی کا کام کرتا ہے۔

چوتھا فائدہ: کائنات میں غور و فکر:

مطالعہ سے کائنات میں غور و فکر کرنے کا ذہن بنتا ہے۔ جو کبھی ایک عام انسان کو فرش کی پستی سے اٹھا کر عرش کی بلندی تک پہنچا دیتا ہے۔ قرآن کریم واحادیث کریمہ میں بھی اس غور و فکر کی بہت زیادہ دعوت دی گئی ہے اور جن حضرات نے اس دعوت پر لبیک کہا اور میدانِ عمل میں قدم رکھ دیا کائنات نے اپنے راز اُن پر اِفشا کر دیئے۔

پانچواں فائدہ: عقل وشعور میں اضافہ:

مطالعہ سے عقل وشعور میں اضافہ ہوتا ہے۔باشعور انسان ہمیشہ کامیابیاں اور عزتیں سمیٹتا ہے اور بے شعور کے حصہ میں اکثر ناکامی وذلت آتی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ باشعور انسان یہ سیکھ جاتا ہے کہ کہاں کیا بولنا اور کیا کرنا ہے یعنی عاقل انسان سوچ سمجھ کر قول وفعل ادا کرتا ہے اور بے شعور کو سوچنے سمجھنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔لہٰذا شعور کی بیداری میں جہاں دیگر عوامل جیسے مشاہدہ وتجربہ کردار ادا کرتے ہیں وہیں مطالعہ بھی بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔

چھٹا فائدہ: دینی ودنیاوی ترقی:

مطالعہ انسان کی دینی اور دنیاوی دونوں ترقیوں کا سبب بنتا ہے۔اس میں کوئی دورائے نہیں کہ اگر مقاصد معین کر کے مطالعہ کیا جائے تو وہ دین اور دنیا دونوں کی ترقی سے ہم کنار کرتا ہے مگر شرط یہی ہے کہ ہر دو لحاظ سے مطالعہ کی سمت درست ہو،جیسا کہ آگے آرہا ہے۔

ساتواں فائدہ: ذہنی نشاط اور تازگی:

مطالعہ ذوق میں بالیدگی،طبیعت میں نشاط،نگاہوں میں تیزی اور ذہن ودماغ کو تازگی عطا کرتا ہے۔ جس طرح ایک اچھا دوست ہمیں پرلطف باتوں، دلچسپ نکات اور حیرت واستعجاب میں ڈالنے والے حقائق بتا کر "تروتازہ" کردیتا ہے نیز جس سے ذوق،طبیعت اور ذہن ودماغ میں ایک نئی روح اور نیا جذبہ

پیدا ہوجاتا ہے اسی طرح کتاب بھی ایک اچھے رفیق وساتھی جیسا کردار ادا کرتی ہے۔

آٹھواں فائدہ: تہذیبوں سے آگاہی:

مطالعہ انسان کو مختلف قوموں کے حالات اور ان کی تہذیب وثقافت وغیرہ سے آگاہی بخشتا ہے۔ اسی آگاہی کے تناظر میں انسان اپنی اور دیگر تہذیبوں کا تقابل کرتا ہے اور وجہ ترجیح تلاش کرتا ہے۔ اب یا تو اپنی تہذیب پر مزید پختہ ہوجاتا ہے یا پھر اسے خیر باد کہہ کر دوسری تہذیب کو اختیار کر لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تحریر وتبلیغ کے ذریعے جب اسلامی خوبیوں اور اسلامی تہذیب سے لوگ روشناس ہوئے تو اپنی اپنی تہذیبوں کو ترک کر کے جوق در جوق اسلام کے دامن امن سے وابستہ ہو گئے۔

فائدہ:

مطالعہ کے بعض فوائد آگے "مطالعہ کے مقاصد" کے ضمن میں بھی آرہے ہیں۔

مطالعہ کے مقاصد

انسان کے ہر کام کے ساتھ اس کی کوئی نہ کوئی غرض یا مقصد وابستہ ہوتا ہے، اسی طرح مطالعہ وکتب بینی سے بھی اس کی کئی اغراض اور مقاصد جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ جن مقاصد کے تحت انسان مطالعہ کرتا ہے انہیں حسب ذیل خانوں میں بانٹا جاسکتا ہے:

پہلا مقصد: علم حاصل کرنا:

مطالعے کا پہلا مقصد علم حاصل کرنا ہے۔ جہاں مطالعہ انسان کی شخصیت کو ترقی کی بلند منزلوں تک پہنچانے کا ذریعہ ہے وہیں یہ حصول علم کا بھی وسیلہ ہے اور علم وہ نور ہے کہ جو شے اس کے دائرے میں آجاتی ہے وہ منکشف وظاہر ہوجاتی ہے (کذا قالہ الامام المجدد الاعظم احمد رضا خان رحمۃ اللّٰہ علیہ فی ملفوظاتہ الشریفۃ)۔

پھر علم دو حصوں میں بٹا ہوا ہے ایک فضل والا علم اور دوسرا غضب والا علم، پہلے کی مثال حضرت آدم علیہ السلام کا علم اور دوسرے کی مثال شیطان کا علم ہے۔ لٰہذا عقل مند کو چاہیے کہ ہمیشہ ان کتب کا مطالعہ کرے جو فضل والے علم کا حصول آسان بنائیں اور ایسی کتب سے کوسوں دور رہے جو غضب والے علم کا وارث بنائیں۔

اردو داں طبقے کے لئے حصول علم کی اہمیت وافادیت کو اجاگر کرنے اور اس کا شوق وحرص پیدا کرنے والی کتب میں فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ کی ''فضائل علم وعلماء'' (مطبوعہ: کرماں والا بک شاپ لاہور پاکستان) اور شیخ الحدیث والتفسیر مترجم قرآن مفتی محمد قاسم قادری دام ظلہ کی ''علم اور علماء کی اہمیت'' (مطبوعہ: مکتبہ اہل سنت فیصل آباد پاکستان) خاصی مفید ہیں۔

دوسرا مقصد: تحقیق کرنا:

مطالعے کا دوسرا مقصد کسی الجھے ہوئے یا گنجلک مسئلہ کا حل تلاش کرنا یا کسی مخفی حقیقت کی عقدہ کشائی کرنا ہوتا ہے جسے ہم علمی تحقیق کا نام دیتے ہیں۔

یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ" استدلال، شواہد اور مآخذ کی بنیاد پر کسی نظریہ کو ثابت کرنے یا کسی شے کو محکم بنانے یا کسی بات کی درستی کو ثابت کرنے یا کسی امر کی حقیقت کو آشکار کرنے کے لئے باقاعدہ اور مربوط فکری و علمی جدوجہد کو تحقیق کہتے ہیں۔" اور بقول حضرت علامہ شریف جرجانی علیہ الرحمہ: "اَلتَّحقِیقُ: اِثْبَاتُ الْمَسْأَلَةِ بِدَلِیلِهَا یعنی مسئلے کو بذریعۂ دلیل ثابت کرنے کا نام تحقیق ہے۔"

(کتاب التعریفات، حرف التاء، ص۴۰)

تحقیق کی تعریف خواہ جو بھی ہو ہر لحاظ سے مطالعہ کے پل صراط سے گزرنا پڑتا ہے۔ تحقیق کے لئے مطالعہ کا غیر جانبدار اور معروضی ہونا شرط ہے اور پہلے سے کوئی نتیجہ سامنے رکھ کر تحقیق میں لگ جانا عدل سے "عدول" ہے۔ البتہ بعض صورتوں میں کسی امر کی درستی کو ثابت کرنا اس سے مستثنیٰ ہے، پھر تحقیق جس قدر اہم ہو اس کے لئے کتب کا انتخاب بھی اسی اعتبار سے ہونا چاہیے اور یہ انتخاب بھی وہی شخص کرسکتا ہے جس کا مطالعہ وسیع ہو لہٰذا ناقص العلم افراد اور محدود مطالعہ والوں کو مطالعہ میں وسعت سے قبل تحقیق سے "توبہ" کرنی چاہیے۔ فنِ تحقیق کے حوالے سے جناب پروفیسر ڈاکٹر خالق داد ملک صاحب کی مبسوط کتاب "تحقیق وتدوین کا طریقہ کار" (مطبوعہ: اورینٹل بکس لاہور) ایک اچھی اور معیاری کتاب ہے۔

تیسرا مقصد: امتحان کی تیاری کرنا:

مطالعے کا تیسرا مقصد امتحان کی تیاری کرنا ہے۔ بعض طلباء صرف اس

وقت مطالعہ کرتے ہیں جب امتحان سر پر ہوتا ہے، اس سے قبل کتابوں کی ''زیارت'' پر اکتفاء کرتے ہیں یا ''بوجھ'' سمجھ کر ساتھ لئے لئے پھرتے ہیں اور امتحان سے ایک دو مہینے پہلے کتابوں کو ہاتھ لگاتے ہیں اور امتحان کا رزلٹ کچھ ایسا نکلتا ہے جو اس طالب علم کا نکلا تھا جس نے اپنے دوست سے کہا: ابو کے سامنے رزلٹ بتانا پڑے تو یوں کرنا کہ اگر ایک پیپر میں فیل ہوا تو کہنا: ''مسلمان کی طرف سے سلام ہو۔'' اور اگر دو میں فیل ہوا تو کہنا: ''مسلمانوں کی طرف سے سلام ہو۔'' دوست نے آکر یوں کہا:

''تمہیں پوری اُمت کی طرف سے سلام ہو۔''

خیر یہ ایک جملہ مستانفہ تھا۔ ہم بات کر رہے تھے امتحان کی تیاری کے لئے مطالعہ کی تو عزیز طلباء سے گزارش ہے کہ پورے سال اپنی نصابی اور ہم نصابی کتب کا مطالعہ جاری رکھیں اور امتحان سے قبل مطالعہ نہیں بلکہ پڑھے ہوئے کی دوہرائی کریں کیونکہ وہی طلباء آگے چل کر دین وملت کا سہارا اور سماجی ترقی وفلاح کا ذریعہ بنتے ہیں جو خوب محنت وکوشش سے تعلیم مکمل کرتے اور اس کی بنیاد بلاناغہ مطالعہ اور قبل از امتحان دوہرائی مطالعہ پر ہے۔ اس سلسلے میں ایک رسالہ نظر سے گزرا ہے، مختصر مگر مفید ہے ''امتحان کی تیاری کیسے کریں؟'' (مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ کراچی پاکستان)

چوتھا مقصد: تقریر اور تبلیغ کرنا:

مطالعے کا چوتھا مقصد وعظ وتقریر اور تبلیغ کرنا ہے۔ اچھی نیت سے کی

جانے والی تقریر وتبلیغ یقیناً امر مستحسن اور باعث ثواب ہے مگر اس کے لئے علم کی ضرورت ہے نیز حکمت عملی اور اچھی نصیحت پر دسترس ہونا چاہیے اور ان امور کے لئے مطالعہ از بس ضروری ہے۔ بہر حال ایک اچھی تقریر کے لئے جہاں خود اعتمادی درکار ہے وہیں اپنے موضوع سے متعلق صحت مند مواد کی فراہمی کے لئے مطالعہ بھی لازم ہے۔ کیونکہ مطالعہ سے بے نیاز شخص ''کیسٹی مقرر'' اور ''پیشہ ور مبلغ'' تو بن سکتا ہے مگر مقاصد تک رسائی حاصل کرنے والا'' کامیاب مقرر'' اور'' ذمہ دار مبلغ''، نہیں۔

اس فن کی بنیادی معلومات کے لئے جہاں مارکیٹ میں دستیاب دیگر کتب ہیں وہیں حضرت علامہ مفتی محمد اکمل قادری صاحب کے بعض رسائل کا مجموعہ ''تحفة المبلغين'' (مطبوعہ: مکتبہ اعلیٰ حضرت، لاہور پاکستان) کا مطالعہ بھی مفید رہے گا۔ پھر یہ کہ دورِ حاضر میں مواد کی فراہمی کوئی مشکل کام نہیں رہا اب تو عقیدہ ہو یا عمل ہر موضوع پر لکھی لکھائی تقریریں، بیانات اور مقالات با آسانی دستیاب ہیں اور اس کوچے کے نو واردوں کے لئے کسی نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔

جیسے شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ کی ''عرفانی وروحانی تقریریں'' وغیرہ، امیر اہلسنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ کی ''بیاناتِ عطاریہ''، مبلغ اسلام حضرت علامہ سید سعادت علی قادری علیہ الرحمہ کی ''یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا'' نیز مقالاتِ سعیدی، مقالات امینیہ، مقالاتِ شرف قادری اور خطباتِ محرم وغیرہ سے تقریر وتبلیغ میں استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ مگر انہی

کے مطالعہ پر اکتفاء کرنا جمود و محتاجی کو جنم دے گا لہٰذا نو وارد کو ایسی کتب کی رہنمائی میں حتی المقدور اصل ماٰخذ کا مطالعہ کر کے تقریر تیار کرنے کی کوشش جاری رکھنی چاہیے۔

پانچواں مقصد: مناظرہ و مجادلہ کرنا:

مطالعے کا پانچواں مقصد احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے مناظرہ و مجادلہ کرنا ہے اور یہ محمود ہے لہٰذا اس کے لئے مطالعہ بھی محمود و مستحسن ہے اور اگر اظہار حق مقصود نہ ہو تو یہ فقط مباحثہ کہلائے گا اور یہ مردود ہے اور اس کے لئے مطالعہ بھی دنیا و آخرت میں خسارے کا باعث ہے۔ نیز اس طرح کی فضول بحث اور بے مقصد گفتگو کی حدیث پاک میں بھی مذمت آئی ہے۔ چنانچہ،

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ کَرِہَ لَکُمْ ثَلَاثًا قِیلَ وَقَالَ وَاِضَاعَۃَ الْمَالِ وَکَثْرَۃَ السُّؤَال ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کو تین چیزیں ناپسند ہیں (۱) بے مقصد گفتگو (۲) مال ضائع کرنا اور (۳) غیر ضروری سوال کرنا۔

(صحیح بخاری، ج ۱، ص ۴۹۸، الحدیث: ۱۴۷۷)

پھر یہ کہ مناظرے کے لئے ہر اس بات کا مطالعہ کیا جاتا ہے جو موضوع سے متعلق ہو نیز عند الضرورت فریق مخالف کی کتب کا مطالعہ بھی ناگزیر ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ اولاً تو صرف اہل کو اس میدان میں قدم رکھنا چاہیے ورنہ اظہار حق کے بجائے نیلامی حق کا باعث بن جائے گا اور اہل ہو تو حاصل مطالعہ اور یادداشت ضرور تحریر کرے۔ اس فن کو جاننے اور دسترس پیدا کرنے کے لئے ''مناظرہ رشیدیہ''

کے ساتھ ساتھ اہل باطل کی تردید پر لکھی گئی مستند کتب کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے بالخصوص خلیفہ اعلیٰ حضرت مبلغ اسلام علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی اور حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہما الرحمہ کی کتب ورسائل، نیز ماضی قریب اور دور حاضر میں ہونے والے مناظروں کی تحریری روداد یں وغیرہ۔

چھٹا مقصد: کتاب یا مقالہ لکھنا:

مطالعے کا چھٹا مقصد کوئی کتاب تصنیف کرنا اور مقالہ یا کالم لکھنا ہے۔

یہ ایسا کام ہے جو مطالعے اور مشاہدے کے بغیر ناممکن ہے مگر آج کتابیں لکھنے اور کالم نگاری کرنے کا شوق رکھنے والے کثیر افراد مطالعہ سے بے اعتنائی برت کر ''غیروں کے مال'' پر ہاتھ صاف کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

اگر واقعی اس کشتی کا حقیقی سوار بننا ہے تو مطالعہ کا چپو ہاتھ میں رکھنا اور منزل مقصود تک رسائی کے لئے مشاہدے کو قوی بنانا ہوگا، مطالعہ جس قدر وسیع اور گہرا ہوگا تحریر اتنی ہی جاندار اور قابل التفات ہوگی۔ اس فن میں مہارت وممارست کے لئے مستقل مشق کی حاجت ہے۔

ایک مقالہ نگار لکھتے ہیں: ''جذبات کو پڑھنے والے تک منتقل کرنے کے لئے مشق کے علاوہ ذہن براق اور گہرے مطالعے کی ضرورت ہے۔''

(مقالاتِ عابد، ۱۰۱، اردو لغت، ج ۱۸، ص ۲۱۶)

مطالعہ کی درست سمت

کیا پڑھیں اور کیا نہ پڑھیں؟

مطالعہ کو اسی وقت مطالعہ کہا جائے گا جب وہ فکر کی سلامتی، علم کی گیرائی وگہرائی اور عزائم وحوصلوں میں پختگی کے ساتھ ساتھ فرحت بخش اور بہار آفریں بھی ہو۔ بقول شخصے: ''مطالعہ ایسی کتابوں کا ہو جو نگاہوں کو بلند، سخن کو دل نواز اور جاں کو پرسوز بنا دے۔'' آج اس مسابقت بھرے زمانے میں جدھر دیکھئے ذرائع ابلاغ کی بہتات ہے، ہر طرف مجلوں، اخباروں اور کتابوں کی فراوانی ہے اور ہر دن کوئی نہ کوئی نئی کتاب بازار میں آجاتی ہے، ایسے میں ایک قاری کے ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیا پڑھے اور کیا نہ پڑھے؟ اس کے جواب کے لئے درج ذیل باتوں کو پیش نظر رکھئے:

کتابوں کی تین قسمیں:

کتابیں تین طرح کی ہوتی ہیں:

(۱) چکھی جانے والی (۲) نگلی جانے والی اور (۳) ہضم کی جانے والی۔

اول الذکر کتابوں کو صرف اجمالی اور سرسری طور پر پڑھا جائے، بس اتنا جان لیا جائے کہ وہ کیا ہیں اور کس بارے میں لکھی گئی ہیں؟ مثال کے طور پر ہم کسی علم کے بارے میں بالکل نہیں جانتے اور اس کا شوق ہے نہ اسے حاصل کرنے کا وقت، تو اس سے متعلقہ کتب کو صرف چکھنا کافی ہے۔

ثانی الذکر چونکہ مفید نکات پر مشتمل ہوتی ہیں لہٰذا انہیں پورا پڑھا جائے مگر انہیں عمیق نظر کے بجائے بس روانی سے پڑھ لینا کفایت کرتا ہے، جیسے تاریخ کی کتب، اخبارات اور عام رسائل وغیرہ۔

آخر الذکر کتب گہرے غور وفکر کے ساتھ مطالعہ کی متقاضی ہوتی ہیں، انہیں نہ صرف مکمل پڑھنا ضروری ہوتا ہے بلکہ سمجھنا بھی ناگزیر ہوتا ہے جیسے فنی، تحقیقی، نصابی، ہم نصابی اور درسی کتب وغیرہ۔

ہر کتاب نہ پڑھی جائے:

ہر شخص پر یہ لازم نہیں کہ وہ ہر قسم کی کتب کا مطالعہ کرے بلکہ قاری کو اپنی راہ متعین کرنا اور ترجیحی بنیاد پر مطالعہ کرنا چاہیے، نہ تو ہر سامنے آنے والی کتاب پڑھے اور نہ ہی ہر موضوع سے متاثر ہو ورنہ وقت کا قیمتی سرمایہ بے مقصد ضائع ہو جائے گا، لہٰذا اسے چاہیے کے اپنے لئے ایک ''موضوع'' خاص کرلے اور اس موضوع پر بھی بڑی چھان پھٹک کر کے کتابوں کا چناؤ کرے۔

مستند کتب کا انتخاب:

مطالعہ کرنے والے پر یہ بھی لازم ہے کہ ہمیشہ قابل اعتماد و لائق استناد مصنف کی کتاب پڑھے اور ایسا نہ کرنے کی صورت میں جن قباحتوں اور نقصانات کا سامنا ہوسکتا ہے ان میں سے بعض ہم ماقبل مطالعہ کے'' پہلے فائدہ'' کے تحت بیان کر چکے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ تحقیق کے قدرداں اور مطالعہ کے دلدادہ

کی نظر جیسے ہی کسی قابل اعتماد مصنف یا محقق کی کتاب پر پڑتی ہے وہ فوراً اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جیسے آج اگر مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت کی یا شارح بخاری فقیہ اعظم ہند علامہ شریف الحق امجدی کی یا شرف ملت علامہ عبدالحکیم شرف قادری کی یا ابوالحسنات علامہ اشرف سیالوی علیہم الرحمہ کی یا شیخ الاسلام مدنی میاں دام ظلہ العالی کی یا محقق مسائل جدیدہ حضرت مفتی نظام الدین رضوی مدظلہ کی یا شیخ الحدیث والتفسیر علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی یا علامہ ابو عاصم اسید الحق بدایونی ازہری اطال اللہ عمرہ کی کوئی نئی تصنیف طبع ہو کر آتی ہے تو علم کا پیاسا اسے پانے کا ہر ممکن اقدام کرتا ہے۔ (یہاں یہ نام صرف مثال کے طور پر تحریر کیے ہیں)

زہر قاتل کتابیں:

ایسی کتب، رسائل اور اخبارات سے ہمیشہ دور رہے جو ایمان کے لئے زہر قاتل، حیاء سوز اور اخلاق باختہ ہوں ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مطالعہ ''انسان'' بنانے کے بجائے'' حیوان سے بدتر'' بنادے، بندہ حلاوت ایمان پانے کے بجائے ارتداد و گمراہی کے گہرے گڑھے میں جا گرے اور جادہ مستقیم سے ہٹ کر راہِ شیطان پر چلنا شروع کر دے۔ لہٰذا مطالعہ کو درست سمت دینے کے لئے کتاب کا انتخاب دیکھ بھال کر کرنا چاہیے۔

اساتذہ سے رہنمائی:

انتخابِ کتب کے حوالے سے اپنے اساتذہ کرام سے رہنمائی بھی بڑی کارآمد ہوتی ہے۔ لہٰذا راہِ مطالعہ میں درستی کے حصول کی خاطر اپنے ان اساتذہ

سے مشورہ لیجئے جن تک رسائی ممکن ہے۔ درست کتاب کا انتخاب چونکہ بڑی اہمیت کا حامل ہے اسی لئے معلم کائنات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعدل الاصحاب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسی ہستی کو تورات شریف کے مطالعہ سے روک دیا تھا۔

ذہنی صلاحیت کا لحاظ:

ہر شخص کو اپنی ذہنی صلاحیت اور ذاتی قابلیت کا لحاظ کرتے ہوئے مطالعہ کرنا چاہیے۔ درس نظامی کے فارغ شخص کے مطالعہ کا معیار علیحدہ ہے اور غیر عالم مگر شائق مطالعہ کا معیار علیحدہ ہے اور اسی طرح ایک عام قاری کا معیار ان دونوں سے جدا ہے۔ ہر ایک کو اپنا معیار دیکھتے ہوئے کتب کا انتخاب کرنا ضروری ہے ورنہ ''کتب کا ڈھیر اور جہالت سوا سیر'' کا سا معاملہ ہو جائے گا۔

ترتیب کتب کی رعایت:

کتب کے انتخاب کی طرح مطالعہ میں ترتیب کی رعایت بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے، لہٰذا مطالعہ کے معیار کو بتدریج بڑھایا جائے، پہلے متعلقہ موضوع پر مختصر اور آسان کتب کو پڑھا جائے اور پھر اس موضوع پر مفصل و مبسوط اور علمی و تحقیقی کتب کا مطالعہ کیا جائے۔ جیسے قرآن کریم کو شروع کروانے سے پہلے بچے کو ''رحمانی قاعدہ''، ''مدنی قاعدہ'' یا ''بغدادی قاعدہ'' پڑھایا جاتا ہے۔

قلبی اکتاہٹ کا علاج:

ایک ہی موضوع پر مطالعہ کرتے کرتے کبھی دل اچاٹ ہونے لگتا ہے، طبیعت اُکتا جاتی ہے اور دل پر گرانی محسوس ہوتی ہے لہٰذا کبھی کبھی ایسی کتب یا رسائل کا مطالعہ بھی کرتے رہنا چاہیے جو واقعات و حکایات یا ہلکی پھلکی باتوں یا جائز تفریح پر مشتمل ہوں۔

''جَامِعُ بَیَانِ الْعِلْمِ وَفَضْلِه ''میں باب العلم حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم کا یہ فرمان مذکور ہے: ''دل کو آزاد بھی چھوڑ دیا کرو، خوش کن نکتے بھی سوچا کرو کیونکہ جسم کی طرح دل بھی تھک جاتا ہے۔''

(جامع بیان العلم وفضلہ، ص۱۴۶، الرقم:۴۶۵)

کتب سیرت کا مطالعہ:

قرآن کریم، حدیث شریف، تفسیر اور فقہ کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ ایک مسلمان کو حضور خاتم النبین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سیرت پر مشتمل کتب کا مطالعہ بھی ضرور کرنا چاہیے تاکہ علم کے ساتھ عمل کا جذبہ بھی پیدا ہو۔

اردو میں سیرت النبی کے حوالے سے ''ضیاء النبی'' (از پیر کرم شاہ الازہری) ''بَذْلُ الْقُوَّة فِي حَوادِثِ سِنِي النُّبُوَّة ترجمہ بنام: سیرتِ سید الانبیاء'' (از علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی سندھی) ''سیرتِ رسول عربی'' (از علامہ نور بخش توکلی) ''سیرت

مصطفیٰ'' (از علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی) وغیرہ۔

سیرت صحابہ کے لئے ''حلیۃ الاولیاء ترجمہ بنام اللہ والوں کی باتیں'' (جلد اول ودوم، مطبوعہ: مکتبۃ المدینہ) ''صحابہ کرام کا عشق رسول'' بالخصوص تاریخ الخلفاء ''فیضان صدیق اکبر''، ''سیرت عائشہ صدیقہ''، ''شانِ خاتونِ جنت'' اور راقم کی معلومات کے مطابق عنقریب آنے والی ''فیضان فاروق اعظم'' (دو جلدیں)، ''فیضان عثمان غنی'' اور ''فیضان شیر خدا'' (از مدنی علماء المدینۃ العلمیہ، دعوتِ اسلامی) وغیرہ۔

اصلاحی کتب کے فوائد:

تصوف کی کتب جن میں اصلاحِ احوال، تزکیۂ باطن اور صفائے قلب کے بیان کے ساتھ بزرگوں کے احوال زندگی کا بھی تذکرہ ہوتا ہے، ایک اچھا اور سچا انسان بننے کے لئے ان کا مطالعہ اکسیر کا درجہ رکھتا ہے۔ چنانچہ،

حجۃ الاسلام والمسلمین امام محمد بن محمد بن احمد غزالی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: ''جب تم کوئی علم حاصل کرنے لگو یا مطالعہ کرنا چاہو تو بہتر ہے کہ تمہارا علم ومطالعہ تزکیۂ نفس اور دل کی اصلاح کا باعث ہو۔'' (ایھا الولد، ص ۵۱)

نیز ایسی اصلاحی کتابیں گناہوں کی بیخ کنی بھی کرتی ہیں جیسا کہ ''ایک عجمی بادشاہ نے کسی نیک عورت سے ارادۂ گناہ کا اظہار کیا تو عورت نے بادشاہ کو بدکاری کی مذمت پر مشتمل ایک کتاب دی اور کہا: آپ اس کا مطالعہ کریں میں ابھی آتی ہوں۔ کتاب کا مطالعہ کرکے بادشاہ پر خوفِ خدا طاری ہو گیا اور وہ گناہ سے باز رہا۔'' (ذم الھوی، ص ۲۶۹)

ایسا ہی ایک واقعہ راقم الحروف کی زندگی کا بھی حصہ ہے، ہوا کچھ یوں کہ ایک خوبصورت نوجوان میرے پاس آیا اور کہا: ''جناب! ہمارے محلّہ کا ایک شخص مجھے غیر فطری عمل پر اُکساتا ہے۔'' میں نے اسے قبلہ امیر اہلسنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کا ایک رسالہ ''قوم لوط کی تباہ کاریاں'' یہ کہتے ہوئے دیا کہ ''یہ رسالہ اس شخص کو پڑھنے کے لئے دو۔'' بِحَمۡدِاللّٰہِ تَعَالٰی اس شخص نے رسالہ پڑھ کر توبہ کر لی اور اپنا گندہ ارادہ ترک کر دیا۔

اس حوالے سے ان کتب کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے: احیاء العلوم، منہاج العابدین، مکاشفۃ القلوب، کیمیائے سعادت، عوارف المعارف، الزواجر عن اقتراف الکبائر ترجمہ بنام: جہنم میں لے جانے والے اعمال، کتاب الکبائر، کشف المحجوب، رسالہ قشیریہ اور تفسیر نعیمی میں جابجا پھیلی ''تفسیر صوفیانہ'' وغیرہ۔

حالاتِ اکابر سے آگاہی:

اپنے اکابر کے حالات جاننے اور ان کے افعالِ حسنہ کو اپنانے کے لئے ان کے احوال وکوائف پر مشتمل کتب کا مطالعہ بھی ضرور کیا جائے کہ ''اَلۡبَرَکَۃُ مَعَ اَکَابِرِکُمۡ'' (یعنی برکت بڑوں کے ساتھ ہے) پر عمل کی برکت نصیب ہو۔ اس حوالے سے بعض کتب کے نام یہ ہیں: جہانِ امام ربانی، ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، مہر منیر، جہان مفتی اعظم ہند، سیرت صدر الشریعہ نمبر، نوادراتِ محدث اعظم پاکستان اور حیاتِ محدث اعظم، تذکرہ محدث دکن، حافظ ملت نمبر، سیدین نمبر، بحر العلوم نمبر، شرفِ ملت نمبر اور امیر اہلسنّت کی دینی خدمات وغیرہ۔

بعض مفید کتب کے نام:

اسلامی احکام اور اسلام کی بنیادی وضروری باتیں جاننے کے لئے ان مستند کتب کا مطالعہ بے حد مفید ہے: ترجمہ قرآن کنزالایمان، تفسیر خزائن العرفان ،تفسیر نورالعرفان ،تفسیر الم نشرح بنام: انوارِ جمالِ مصطفیٰ، علم القرآن ،عجائب القرآن مع غرائب القرآن، ریاض الصالحین ،انوارالحدیث ،مراۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، مدارج النبوت، اصلاح عقائدواعمال، بہارِشریعت، قانونِ شریعت، ہمارا اسلام، کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، فیضانِ سنت، نماز کے احکام اور فیضان فرض علوم وغیرہ۔

احوال دنیا سے واقفیت:

اپنے ملک، اپنی قوم اور اپنی تہذیب وثقافت سے بھی تھوڑی بہت واقفیت ہر شخص کو ہونی چاہیے، اس کے لئے ملک کے مستند قلم کاروں کی تحریریں اور ملکی تاریخ پر لکھی جانے والی مستند دستاویزات کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ دن میں ایک آدھ اخبار بھی ''دیکھ'' لینا چاہیے تاکہ وہ محض دینی وعلمی کتابوں کا ''قاری'' ہوکر نہ رہ جائے بلکہ دنیا اور دنیا والوں سے بھی باخبر رہے۔

مقولہ ہے: ''مَنْ لَمْ یَعْرِفْ اَھْلَ زَمَانِہٖ فَھُوَ جَاھِلٌ

یعنی جو اپنے زمانے والوں کو نہیں پہچانتا وہ جاہل ہے۔''

اگر سمجھ میں نہ آئے تو؟

دورانِ مطالعہ ضروری نہیں کہ ہر لکھی ہوئی بات ہر شخص پوری طرح سمجھ بھی لے۔اس لئے ضروری ہے کہ جو باتیں سمجھ نہ آئیں انہیں نوٹ کرلیں اور بعد میں کسی جاننے والے سے پوچھ لیں،اپنے پاس سے کوئی قیاس آرائی نہ کریں اور نہ ہی خود سے کوئی مفہوم اخذ کریں ورنہ غلطی کا شدید اندیشہ ہے۔اہلِ علم سے پوچھنے کا حکم خود قرآن کریم نے دیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (پ۱۴،النحل:۴۳)

ترجمہ:علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔

مطالعہ اور ہمارے اسلاف واکابر

مطالعہ معدوم،علمیت معدوم:

مولانا حبیب الرحمٰن خان شیروانی صاحب لکھتے ہیں:امام زہری ہوں یا امام مزنی،حکیم فارابی ہوں یا شیخ الرئیس ان کے علمی کمالات کی بنیاد مطالعہ کی ہی کثرت تھی کہ ایک ایک کتاب کو سو سو بار پڑھتے اور پچاس پچاس برس دیکھتے تھے۔ اب مطالعہ معدوم لہٰذا علمیت معدوم!بے درد ہیں وہ لوگ جو ان بزرگوں کی جان کاہیوں کو نظر انداز کرکے ان علمی کمالات کو محض اس زمانے کے آثار کا ثمرہ بتاتے

اورا پنے زعم باطل میں اپنے لئے ایک عذر تراشتے ہیں۔

(علماءِ سلف، ص۴۴، کچھ دیر طلباء کے ساتھ، ۱۲۹)

ہمارے اسلاف واکابر جنہیں اللہ تعالیٰ نے مختلف علوم وفنون میں امامت کا درجہ عطا فرمایا، وہ مطالعے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں اور انہوں نے اس کو کتنی اہمیت دی؟ درج ذیل اقوال وحکایات سے اس کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔

مطالعہ حافظے کو مضبوط کرتا ہے:

قوت حافظہ کے لئے جہاں اور دوائیں استعمال اور وظائف کئے جاتے ہیں وہیں ایک دوا مطالعہ بھی ہے۔ چنانچہ،

امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمہ سے عرض کی گئی: ''حافظے کی دوا کیا ہے؟'' آپ نے ارشاد فرمایا: ''اِدْمَانُ النَّظْرِ فِي الْكُتُبِ یعنی کتب بینی'' (جامع بیان العلم، ج۲، ص۳۹۰)

حضرت امام برہان الدین زرنوجی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اے طالب علم! تو ہمیشہ درس ومطالعہ میں مصروف رہ، اس سے کبھی جدا نہ ہو کیونکہ مطالعہ کے سبب ہی علم میں ترقی ممکن ہوسکتی ہے۔ (تعلیم المتعلم طریق التعلم، ص۵۹)

چالیس سال تک مطالعہ:

کوشش کیجئے کہ کتاب ہر وقت ساتھ رہے کہ جہاں موقع ملے کچھ نہ کچھ مطالعہ کرلیا جائے اور کتاب کی صحبت بھی میسر رہے۔

حضرت امام حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ''مجھ پر چالیس سال اس حال میں گزرے ہیں کہ سوتے جاگتے کتاب میرے سینے پر رہتی تھی۔''

(جامع بیان العلم، ج۲، ص۳۹۰)

راقم کے دورۂ حدیث شریف کے ایک ہم سبق ''دارالافتاء اہلسنّت'' میں بحیثیت نائب مفتی اور'' جامعۃ المدینہ'' میں بحیثیت استاذ الحدیث خدمات دے رہے جناب علامہ حافظ محمد حسان عطاری مدنی حفظہ اللہ تعالیٰ کی عادت دیکھی گئی ہے کہ وہ اکثر وبیش تر اپنے ساتھ کتاب رکھتے ہیں اور شاید یہی وجہ ہے کہ وہ علم وعمل کی شاہراہ پر کامیابی کا سفر بڑی تیزی کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے اور نظر بد سے محفوظ رکھے۔ امین

کتاب دلچسپ رفیق:

خلیفۃ المسلمین حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کے پوتے حضرت عبداللہ علیہ الرحمہ نے سب سے ملنا جلنا موقوف کر دیا تھا اور قبرستان میں رہنے لگے تھے۔ ہمیشہ ہاتھ میں کتاب دیکھی جاتی تھی۔ ایک بار اس بارے میں سوال کیا گیا تو کہنے لگے: ''میں نے قبر سے زیادہ واعظ، کتاب سے زیادہ دلچسپ رفیق اور تنہائی سے زیادہ بے ضرر ساتھی کوئی نہیں دیکھا۔'' (علم اور علماء کی اہمیت، ص۴۱)

استغراق مطالعہ کا عالم:

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ایک دن مجلس مذاکرہ میں امام مسلم علیہ الرحمہ سے ایک حدیث کے بارے میں استفسار کیا گیا۔ اس وقت

آپ اس حدیث کے بارے میں کچھ نہ بتا سکے۔ گھر آ کر اپنی کتابوں میں اس حدیث کی تلاش شروع کردی۔ قریب ہی کھجوروں کا ایک ٹوکرا بھی رکھا ہوا تھا، امام مسلم کے استغراق اور انہماک کا یہ عالم تھا کہ کھجوروں کی مقدار کی طرف آپ کی توجہ نہ ہو سکی اور حدیث ملنے تک کھجوروں کا سارا ٹوکرا خالی ہو گیا اور غیر ارادی طور پر کھجوروں کا زیادہ کھالینا ہی ان کی موت کا سبب بن گیا۔

(تذکرۃ المحدثین، ص ۱۲۳)

ساری ساری رات مطالعہ:

حضرت امام محمد بن ادریس شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ساری رات امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہاں رہا، آپ نے ساری رات اس طرح گزاری کہ آپ مطالعہ کرتے کرتے لیٹ جاتے، کچھ دیر بعد اٹھ بیٹھتے اور پھر مطالعہ کرنا شروع کر دیتے۔ (کچھ دیر طلباء کے ساتھ، ۱۳۵)

محرر مذہب حنفی امام محمد بن حسن شیبانی علیہ الرحمہ سوتے بہت کم تھے زیادہ تر وقت مطالعہ اور لکھنے لکھانے میں گزرتا، کسی نے اس بارے میں پوچھا تو بڑا نصیحت آموز جواب ارشاد فرمایا:

''میں کیسے سو سکتا ہوں حالانکہ مسلمان ہم (علماء) پر اعتماد اور بھروسہ کر کے اس لئے مطمئن ہو کر سوتے ہیں کہ جب کوئی مسئلہ پیش آئے گا تو ہم امام محمد کے پاس جا کر پوچھ لیں گے اور اگر ہم سو کر وقت گزار دیں تو اس میں دین کا ضیاع ہے۔'' (ایضا)

مطالعہ اور وقت کی قدر:

علامہ ذہبی علیہ الرحمہ نے ''تذکرۃ الحفاظ، ج ۳، ص ۱۱۴'' میں حضرت خطیب بغدادی علیہ الرحمہ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ راہ چلتے بھی مطالعہ کیا کرتے تھے تاکہ آنے جانے کا وقت ضائع نہ ہو۔ (علم اور علماء کی اہمیت، ص ۲۳)

80 فنون پر کتابیں تحریر کیں:

حافظ ابن رجب حنبلی علیہ الرحمہ ''ذیل طبقات حنابلہ'' میں لکھتے ہیں:

ابوالوفا ابن عقیل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں کھانے کے وقت کو مختصر کرنے کی بہت کوشش کرتا ہوں۔ اکثر روٹی کے بجائے چورہ پانی میں بھگو کر استعمال کرتا ہوں تاکہ مطالعہ کے لئے زیادہ وقت بچ جائے۔ (علم اور علماء کی اہمیت، ص ۲۳)

آپ نے مزید فرمایا: ''مطالعہ کرتے کرتے جب آنکھیں جواب دینے لگتی ہیں تو میں لیٹ کر مسائل سوچنے لگ جاتا ہوں۔'' (ایضاً، ص ۲۷)

امام ابن جوزی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ابوالوفا ابن عقیل نے 80 فنون پر کتابیں لکھی ہیں اور ان کی ایک کتاب 800 جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے یہ دنیا کی سب سے بڑی کتاب ہے۔ (ایضاً، ص ۲۰)

ہزاروں کتب کا مطالعہ:

امام ابن جوزی علیہ الرحمہ تحدیث نعمت کے طور پر بیان کرتے ہیں:

''دوسرے لڑکے دجلہ کے کنارے کھیلا کرتے تھے اور میں کسی کتاب کے اوراق

لے کر کسی طرف نکل جاتا اور الگ تھلگ بیٹھ کر مطالعہ میں مشغول ہو جاتا تھا۔''

(علم اور علماء کی اہمیت، ص ۲۸)

مزید فرماتے ہیں: ''میری طبیعت کتابوں کے مطالعہ سے کسی طرح سیر نہیں ہوتی تھی۔ جب کسی نئی کتاب پر نظر پڑ جاتی ہے تو ایسا محسوس ہوتا کہ کوئی خزانہ ہاتھ لگ گیا۔ میں نے زمانۂ طالب علمی میں بیس ہزار کتابوں کا مطالعہ کیا۔ مجھے ان کتابوں کے مطالعہ سے سلف کے حالات و اخلاق، ان کی عالی ہمتی، قوتِ حافظہ، ذوق عبادت اور علوم نادرہ کا ایسا اندازہ ہوا جو ان کتابوں کے بغیر نہیں ہوسکتا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے اپنے زمانے کے لوگوں کی سطح پست معلوم ہونے لگی اور اس وقت کے طلبۂ علم کی کم ہمتی منکشف ہوگئی۔ میں نے مدرسہ نظامیہ کے پورے کتب خانے کا مطالعہ کیا، جس میں چھ ہزار کتابیں ہیں، اسی طرح بغداد کے مشہور کتب خانے، کتب الحنفیہ، کتب الحمیدی، کتب عبدالوھاب، کتب ابی محمد وغیرہ جتنے کتب خانے میری دسترس میں تھے سب کا مطالعہ کر ڈالا۔

(ایضاً، ص ۲۹)

لاجواب و بے مثال مطالعہ:

اللہ تعالیٰ کی نشانی علامہ عبدالوھاب شعرانی قدس سرہ النورانی نے تفاسیر، شروح احادیث، لغات، اصول وکلام، قواعد، سیرت، تصوف وغیرہ کی لاتعداد کتب کا نہ صرف ایک بار مطالعہ کیا بلکہ بعض کتب جو کئی کئی مجلدات پر مشتمل ہیں انہیں کئی کئی بار پڑھا۔ صرف مطالعۂ تفاسیر ملاحظہ کیجئے اور حیرت کے سمندر

میں ڈوب جایئے۔آپ علیہ الرحمہ نے تفسیر بغوی، تفسیر ابن زہرہ، تفسیر ابن کثیر، تفسیر ابن النقیب المقدسی (۱۰۰جلدیں) ایک ایک بار، تفسیر قرطبی دوبار، تفسیر خازن ،تفسیر درمنثور اور عبدالعزیز الدیرینی کی تفسیر صغیر وکبیر تین تین بار، تفسیر بیضاوی پانچ بار، تفسیر ابن عادل سات بار، تفسیر کواشی دس بار اور تفسیر جلالین کا تیس (۳۰) بار مطالعہ فرمایا۔آپ علیہ الرحمۃ کے مطالعہ کے متعلق مزید جاننے کے لئے ''طبقات امام شعرانی (مترجم)،ص۳۱ تا ۳۳'' کو دیکھا جاسکتا ہے۔

عاشقِ مطالعہ کی نرالی موت:

علامہ جاحظ کو جو کتاب میسر آتی اس کا اول تا آخر بالاستعاب مطالعہ کرتے ۔کتب خانہ کرائے پر لے کر رات بھر مطالعہ کتب میں مصروف رہتے ۔زندگی کے آخری ایام میں فالج کا حملہ ہوا جس کے نتیجہ میں جسم کا کچھ حصہ ناکارہ ہوگیا لیکن پھر بھی مطالعہ کتب میں مصروف رہتے ۔ایک دن مطالعہ کتب میں مشغول تھے کہ اچانک کتب کا عظیم ذخیرہ ہر طرف سے اوپر آپڑا جس کی تاب نہ لاتے ہوئے عاشقِ مطالعۂ کتب انتقال کرگئے۔

(قیمۃ الزمن از علامہ عبدالفتاح ابوغدہ،ص۴۴،فضائل علم وعلما،ص۱۴۶)

پیر مہر علی شاہ کا مطالعہ:

قبلۂ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ مجدد گولڑوی قدس سرہ کے متعلق منقول ہے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ موسم سرما کی طویل راتیں عشاء کی نماز کے

بعد مطالعہ میں ہی گزرتیں حتی کہ اس حالت میں صبح کی اذان ہوجاتی۔

(مہر منیر،ص ۹۷)

محدث اعظم پاکستان کا مطالعہ:

محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے طالب علمی کا زمانہ تھا اور اس وقت آپ کے مادرِ علمی جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں بجلی نہیں تھی اور نہ ہی محلّہ سوداگران بریلی میں بجلی آئی تھی۔ دیگر طلبہ تو رات کو سوجاتے مگر محدث اعظم رات کو بارہ، ایک بجے تک میونسپل کمیٹی کے لیمپ کے نیچے کھڑے ہوکر اپنا سبق یاد فرمایا کرتے تھے۔ حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمۃ کو معلوم ہوا تو مہتمم کو مولانا سردار احمد کے کمرے میں لیمپ کا انتظام کرنے کا حکم دیا۔ (حیاتِ محدث اعظم، صفحہ ۳۴)

جب دیکھتا پڑھتے دیکھتا:

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''میں جب مولانا سردار احمد کو دیکھتا، پڑھتے دیکھتا۔ مدرسہ میں، قیام گاہ پر حتی کہ جب مسجد میں آتے تو بھی کتاب ہاتھ میں ہوتی۔ اگر جماعت میں تاخیر ہوتی تو بجائے دیگر اذکار واوراد کے مطالعہ میں مصروف ہوجاتے۔''

شائق مطالعہ کی حوصلہ افزائی:

مولانا معین الدین شافعی کا بیان ہے: اجمیر شریف میں مولانا سردار

احمد کی محنت کا یہ عالم تھا کہ نمازِ عشاء کے بعد آپ سامنے کتاب رکھ کر بیٹھ جاتے اور مطالعہ کرتے ہوئے بسا اوقات فجر کی اذان ہو جاتی۔ اس محنت ولگن کو دیکھ کر حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے طباخ (باورچی) کو حکم فرمایا: سردار احمد کو نمازِ مغرب سے پہلے کھانا دے دیا کرو تا کہ اس کے مطالعہ میں حرج نہ ہو۔" (ایضاً)

مطالعہ میں حائل اسباب وعوامل

ہر شخص مطالعہ کیوں نہیں کر پاتا؟

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ایک تعلیم یافتہ معاشرہ کتاب کی ضرورت سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ کتاب نہ صرف انسان کی بہترین دوست ہے بلکہ یہ انسان کے علم و ہنر اور ذہنی استعداد میں بے پناہ اضافہ کرتی ہے اور خود آگاہی کے ساتھ ساتھ گرد وپیش کے حالات وواقعات کا ادراک پیدا کرتی ہے اور ہر شخص قائل ہے کہ مطالعہ کرنے کے کثیر فوائد اور عظیم منافع ہیں مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہر شخص مطالعہ نہیں کر پاتا، دورِ حاضر میں مطالعہ نہ کرنے کی شکایت عام ہے۔

حضرت مولانا محمد فروغ القادری حفظہ اللہ تعالیٰ رقم طراز ہیں: ہمارے ہاں کتابوں سے دوری، علم اور علما کی ناقدری صرف اس لئے ہے کہ ہماری زندگیوں میں لایعنیت، بے مقصدیت اور تضیع اوقات جیسی مہلک بیماری در آئی ہے۔ (ماہنامہ اشرفیہ، جنوری 2014، ص۲۱)

مطالعہ نہ کرنے کے جو اسباب محترم جناب فروغ القادری صاحب نے گنوائے ہیں ان کے علاوہ بھی اس مرض کے کئی اسباب اور عوامل ہیں، جن میں سے کچھ درج کیئے جاتے ہیں اور ساتھ ہی ان کا حل اور علاج پیش کرنے کی سعی کی جاتی ہے۔

پہلا سبب: سستی ولاپرواہی:

مطالعہ کی صلاحیت رکھنے والے افراد کی ایک بڑی تعداد میں مطالعہ کی رغبت کا فقدان صرف لاپرواہی، سستی اور بے توجہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔اس کا حل یوں کیا جاسکتا ہے کہ ان کے دل میں کسی بھی طریقہ سے مطالعہ کی ضرورت واہمیت کا ''احساس'' اجاگر کیا جائے کہ جب تک مطالعہ کے متعلق اپنی ضرورت کا احساس پیدا نہیں ہوگا تب تک وہ مطالعہ کے لئے سنجیدہ نہیں ہوں گے اس احساس کے لئے اسلاف واکابر کے کثرتِ مطالعہ پر نظر کریں، مطالعہ کی اہمیت پر غور کریں اور کثرت کے ساتھ مطالعہ کرنے والوں کی صحبت اختیار کریں، امید قوی ہے کہ یوں مطالعہ کی ضروت کا ''احساس'' پیدا ہو کر سستی اور لاپرواہی سے نجات مل سکتی ہے۔

رئیس المتکلمین حضرت علامہ نقی علی خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''جب آدمی خیال کرتا ہے کہ دنیا دارِ فانی اور آخرت عالم جاودانی ہے، اگر یہاں طلب علم میں تھوڑی محنت کہ ہزاروں لطف وکیفیت سے خالی نہیں، اختیار کروں گا اُس عالَم میں بڑے بڑے مرتبے پاؤں گا تو محنت ومشقت اُسے سہل ہوجاتی ہے، یہاں

تک کہ بعد ایک عرصہ کے ایسا مزہ اور لطف حاصل ہوتا ہے کہ اگر ایک روز کتاب نہیں دیکھتا دل بے چین ہو جاتا ہے۔'' (فضل العلم والعلماء، ص ۴۵)

ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ایسے افراد سے اس طرح کے سوالات پوچھے جائیں جن کا وہ جواب نہ دے سکیں یوں انہیں اپنی معلومات کے ناقص ہونے کا احساس ہوگا شاید مطالعہ کا جذبہ پیدا ہو جائے (یاد رہے سوال پوچھنے والے کی نیت محمود ہو نہ کہ برتری کا اظہار)۔

دوسرا سبب: وقت کی تنگی:

مطالعہ نہ کرنے والوں کا ایک عذرِ لنگ ''وقت کی تنگی'' اور ''عدیم الفرصتی'' ہے۔ جیسے تجارت پیشہ افراد اپنی کاروباری مصروفیات کا بہانہ بناتے ہیں، کچھ اہل وعیال کی ''خدمت'' اور ضروریاتِ زندگی کی ''فراہمی'' کو مطالعہ نہ کر سکنے کا سبب قرار دیتے ہیں اور بعض کے پاس تو کوئی کام نہ ہونے کی ''مصروفیت'' مطالعہ کے لئے وقت نکالنے میں رکاوٹ ہوتی ہے۔

ایسوں کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ ٹھنڈے دل سے غور کریں کیا واقعی ان کے پاس مطالعے کا وقت بالکل نہیں؟ تو جواب ضرور ''نہیں'' میں آئے گا کیونکہ ایسے اکثر وبیش تر افراد ٹی وی دیکھنے، کرکٹ اور دیگر فضول کھیل کھیلنے یا دیکھنے یا ان کی کمنٹری سننے، ایف ایم سے ''مستفید'' ہونے، دوستوں کے ساتھ گپ شپ لگانے، دن رات انٹرنیٹ چیٹنگ اور فضول وعشقیہ ایس ایم ایس کرنے، فیس بک (Facebook)، یوٹیوب (Youtube) اور دیگر ویب

سائٹز (Websites) پر بلاوجہ گھنٹوں صرف کرنے،موبائل پیکجز پر گھنٹوں باتیں کرنے ،سرشام چوراہوں پر بیٹھ کر رات دیر گئے تک’’ چبوترہ کانفرس‘‘ کرنے،ملکی وبین الاقوامی معاملات پر’’ بے لاگ تبصرے‘‘ کرنے اور سیر وتفریح کرنے وغیرہ ایسے کئی کاموں کے لئے وقت نکال لیتے ہیں لٰہذاانہیں اپنی غیر مفید مصروفیات کوکم یاختم کر کے مطالعہ کے لئے وقت نکالنا چاہیے، ہر شخص خواہ کتنا ہی مصروف ہووہ کم وبیش ایک گھنٹہ مطالعہ کے لئے آرام سے نکال سکتا ہے۔

ذراسوچئے !اگرایک شخص روزانہ ایک گھنٹہ مطالعہ کرے اور ایک گھنٹہ میں20 صفحات کا مطالعہ کرے تو ایک ماہ میں600 صفحات کی کتاب پڑھ سکتا ہے اور ایک سال میں 7300 (سات ہزارتین سو)صفحات کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔بالفرض ایک شخص کی عمر65 سال ہو اور وہ اپنی تعلیم سے فارغ ہوکر 25 سال کی عمر میں مطالعہ شروع کرے اس طرح وہ 40 سال مطالعہ کرے گا اور اس مدت میں292000 (دولاکھ بانوے ہزار)صفحات پڑھ ڈالے گا،اوسطاً اگر ایک کتاب 80 صفحات کی ہوتو اس دوران تقریباً3600 کتابوں کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

اندازہ کیجئے !اتنی کتابوں کے مطالعہ کے بعد آپ کے علم اور معلومات کی کیفیت کیا ہوگی ؟اور اس علم کا آپ کے ساتھ ساتھ آپ کے بچوں، اقرباء واحباء، ہمسایوں اور ملک وملت کو کس قدر فائدہ ہوگا،بصورت دیگر ایک بڑا ذاتی و عائلی اور قومی نقصان ہوگا جس کی تلافی ممکن نہیں ،پھر جب ہر شخص کے لئے وقت

نکالنا ممکن ہے تو اب وقت نہ ملنے کے عذر کو ''عذر لنگ'' نہیں کہیں گے تو اور کیا کہیں گے اور اگر مقدور بھر کوشش کے باوجود بھی کسی کو وقت نہ ملے تو کم از کم وہ اپنی زندگی کے ان چھوٹے چھوٹے اور بکھرے ہوئے لمحات (جو دنوں، ہفتوں اور سالوں کے دوران فضول صرف ہوتے ہیں اُن) سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور صحیح ٹائم ٹیبل اور منصوبہ بندی کر کے ان اوقات کو زبردست نتائج اور ثمرات کے حامل لمحات میں بدل سکتا ہے۔

تیسرا سبب: اچھی ملازمت پر اطمینان:

بعض اچھے خاصے فاضل حضرات کو دیکھا گیا کہ جہاں انہیں کوئی اچھی ملازمت ملی وہ اس پر مطمئن ہو کر مطالعہ ترک کر دیتے ہیں۔ ایسے افراد کو سوچنا چاہیے کہ مطالعہ کا تسلسل دیگر فوائد کے ساتھ ساتھ ان کی ملازمت میں بھی مدد ومعاون ہوتا ہے اور ان کی ملازمت میں ترقی وعروج کا باعث ہوتا ہے، گویا ایسے افراد کا مطالعہ نہ کرنا خود کو جمود کا شکار کرنا ہے۔

جیسے کوئی شخص کسی علمی و تحقیقی ادارے میں ملازمت کرتا ہو اور اس کا واسطہ ترجمہ و تحقیق یا تصنیف و تالیف سے ہو تو اب اسے نجی طور پر مطالعہ اپنے کام اور ادارے میں ترقی دونوں کا فائدہ دے گا۔ اسی طرح اگر کوئی ڈاکٹر یا ڈسپنسر ہے اور ہسپتال میں نوکری کرتا یا اپنا کلینک چلاتا ہے، ایسا شخص اگر فارغ اوقات میں کم از کم طب کی کتب کا مطالعہ کرتا رہے گا تو اپنے فن میں مہارت کے ساتھ ساتھ جہاں ترقی پائے گا وہیں مالی منفعت میں اضافے سے بھی ''فیض یاب'' ہوگا۔

چوتھا سبب: انٹرنیٹ اور جدید ذرائع ابلاغ:

مطالعہ میں کمی یا دوری کا ایک بڑا سبب انٹرنیٹ اور جدید ذرائع ابلاغ کا بڑھتا ہوا استعمال ہے۔ایسے افراد کو چاہیے کہ کتاب خرید یا مانگ کر پڑھنے کے بجائے انٹرنیٹ سے استفادہ کریں کیونکہ اب کتاب کے حصول کی خاطر نہ تو کسی لائبریری میں جانا ضروری ہے اور نہ ہی دوستوں کی خوشامد یا منت سماجت کی حاجت ہے۔اب تو انٹرنیٹ پر موجود ہزاروں ڈیجیٹل لائبریریوں سے گھر بیٹھے مطالعہ کیا جاسکتا ہے اور حصول کتاب کے سلسلے میں صرف ہونے والا وقت اور رقم دونوں بچائے جاسکتے ہیں۔

انٹرنیٹ کے صارفین کو چاہیے کہ جہاں وہ نیٹ پر گھنٹوں دیگر کام کرتے ہیں وہیں ایک آدھ گھنٹہ کوئی کتاب ڈائریکٹ (Online Reading) یا ڈاؤن لوڈ کر کے پڑھ لیا کریں۔راقم الحروف نے بھی اپنی اس تحریر میں انٹرنیٹ پر موجود بعض کتب ورسائل اور مقالات ومضامین سے بھرپور استفادہ کیا ہے۔

پانچواں سبب: ترتیب وتنظیم کا فقدان:

ایک سبب یہ بھی ہے کہ بیشتر افراد بے ترتیب وغیر منظّم مطالعہ کرتے ہیں، کبھی کوئی کتاب اٹھالی، کبھی کوئی کتاب دیکھ لی، اس لئے مطالعہ کے باوجود کچھ حاصل نہیں کر پاتے اور دل برداشتہ ہو کر مطالعہ ترک کر دیتے ہیں اور یوں کتابوں کی صحبت وبرکت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ایسے افراد کو منظّم طریقہ کار اور اصولوں

کے مطابق مطالعہ کرنا چاہیے۔اس حوالے سے کچھ باتیں اوپر گزر چکی ہیں اور مزید مطالعہ کا طریقہ کار آگے آرہا ہے۔

چھٹا سبب: یاد نہ رہنا:

مطالعہ نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ''جو پڑھتے ہیں وہ یاد نہیں رہتا''۔ یہ ٹھیک ہے کہ دورِ حاضر میں بقول امیر اہلسنّت حضرت مولانا الیاس عطار قادری مدظلہ العالی: ''آج نہ ہاضمہ درست ہے اور نہ حافظہ۔'' مگر اس عذر کی بنا پر بھی مطالعہ ہرگز ترک نہیں کرنا چاہیے بلکہ مسلسل مطالعہ کرتے رہنا چاہیے کہ کہیں نہ کہیں اس کا فائدہ ضرور ظاہر ہوتا ہے۔ کہتے ہیں ''مہندی میں سرخی پتھر پر بار بار گھسنے کے بعد ہی آتی ہے۔''

اس مسئلہ کا ایک حل یہ ہے کہ جب مطالعہ کرتے وقت غور اور دلچسپی دونوں پائی جائیں تو یاد رکھنا مشکل نہیں ہوتا۔

دوسرا حل حاصل مطالعہ لکھنے اور بعد میں اس خلاصہ کو دوہرانے سے کیا جاسکتا ہے، اس کی تفصیل آگے آئے گی۔

تیسرا حل یہ ہے کہ مطالعہ کے بعد جو کچھ آپ نے پڑھا ہے اسے اپنے آس پاس کے افراد، اہل خانہ، دوستوں سے Share کریں یعنی انہیں بتائیں، اس سے نہ صرف آپ کو یاد رہے گا بلکہ دوسروں کو بھی فائدہ ہوگا۔

چوتھا حل یہ کہ صرف آنکھوں سے نہیں زبان سے بھی پڑھیے کہ اس طرح یاد رکھنا زیادہ آسان ہے۔ (علم وحکمت کے 125 مدنی پھول، ص۷۳تا۷۶)

پانچواں حل یہ کہ مطالعہ کے ساتھ ان اسباب پر بھی غور کرنا چاہیے جن کے سبب یاد نہ رہنے کی شکایت ہے تا کہ انہیں حتی المقدور دور کیا جاسکے۔نسیان (یاد نہ رہنے) کا سب سے بڑا سبب گناہ ہیں، ہر شخص اپنا محاسبہ کرے اور اگر اپنی ذات میں کوئی گناہ دیکھے تو اس سے جلد جان چھڑائے۔

امام سفیان بن عیینہ علیہ الرحمہ سے کسی نے عرض کی: آپ نے حافظہ کیسے مضبوط کیا؟ ارشاد فرمایا: ''گناہوں سے باز رہ کر۔''

(شعب الایمان، ج۲،ص۲۷۲،الرقم:۱۷۳۵)

اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

شَکَوْتُ اِلَی وَکِیْعٍ سُوْءَ حِفْظِی　　فَاَرْشَدَنِیْ اِلَی تَرْکِ الْمَعَاصِی

وَقَالَ اِعْلَمْ بِاَنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ　　وَنُوْرُ اللّٰہِ لَایُؤْتَی لِلْعَاصِی

ترجمہ: (۱) یعنی میں نے امام وکیع علیہ الرحمہ سے کمزوری حافظہ کی شکایت کی تو انہوں نے ترک معاصی کی طرف میری رہنمائی فرمائی۔

(۲) اور ارشاد فرمایا: جان لیجئے کہ علم ایک نور ہے اور اللہ تعالیٰ کا نور کسی گنہگار کو نہیں دیا جاتا۔

چھٹا حل یہ ہے کہ جب بھی کچھ پڑھیں اس کے بعد شکر الٰہی بجالائیں کہ نعمت پر شکر کے سبب اس میں زیادتی ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ　　ترجمہ: اگر تم احسان مانو گے (شکر کرو گے) تو میں تمہیں اور دوں گا۔

(پ۱۳،ابراہیم:۷)

اسی طرح بعض وہ چیزیں جن کے کھانے سے بھولنے کا مرض پیدا ہوتا ہے ان سے پرہیز کرے۔ مضبوطی حافظہ کے لئے دعا کے علاوہ دواء بھی کی جائے۔ یہ وظیفہ بھی کر سکتے ہیں کہ ہر نماز کے بعد پیشانی پر ہاتھ رکھ کر گیارہ بار ''یَـاقَوِیُّ'' پڑھ لیں (اول وآخر ایک بار درود شریف بھی پڑھیں)

ساتواں سبب: بے مقصدیت:

مطالعہ سے دوری کبھی اس وجہ سے بھی ہوتی ہے کہ مطالعہ کرنے والا بے مقصد مطالعہ کرتا ہے، اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ہر کتاب دیکھنا اور چند صفحات پڑھ کر چھوڑ دینا اس ''مقدس بیماری'' کا شکار انسان کسی خاص کتاب یا موضوع پر توجہ دینے سے محروم رہتا ہے اور پھر نتائج سے محرومی کے باعث ایک وقت آتا ہے یہ عادت بھی چھوٹ جاتی ہے، اس کی تین وجوہات ہوسکتی ہیں، وسوسہ، بے صبری اور مقصدیت کا فقدان۔ ایسے شخص کو اپنی روش بدلنے کی سخت ضرورت ہے تاکہ مطالعے میں تسلسل اور استقامت نصیب ہو۔

آٹھواں سبب: نصابی مطالعہ پر اکتفاء:

بعض افراد اس لئے مطالعہ نہیں کرتے کہ ''انہوں نے اپنی اسکول کالج یا درس نظامی کی تکمیل کر لی ہے اب انہیں مزید مطالعہ کی ضرورت نہیں'' حالانکہ یہ سوچ بالکل غلط ہے، اس طرح تو اس کی فکر ونظر کا دائرہ بالکل تنگ ہوکر رہ جائے گا اور علم میں رسوخ جیسی نعمت سے محروم رہے گا۔ واضح رہے کہ وہ دور اور تھا جب ''تکمیل تعلیم'' کے بعد زیادہ مطالعے کی حاجت نہ ہوتی تھی کیونکہ ماضی میں

پڑھائی کی تکمیل اسی وقت ہوتی تھی جب طالب علم معتدبہ کتب کا مطالعہ کرلیا کرتا تھا جبکہ موجودہ دور میں جو نصاب پڑھائے جاتے ہیں اولاً مخصوص ہوتے ہیں اور ثانیاً ان کا درس بھی پورا نہیں ہوتا کہ ''فراغت'' کی گھڑی آن پہنچتی ہے۔ایسے لوگوں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ ہمیں ملنے والی ڈگری کی حیثیت صرف ایک ''چابی'' کی ہے جس کے ذریعے ہمیں بہت زیادہ مطالعہ کرکے علوم کے ''تالے'' کھولنے ہیں اور ابھی ہم ''فارغ التحصیل'' نہیں بلکہ ''فارغ للتحصیل'' یعنی ''تحصیل'' کے لئے ''فارغ'' ہوئے ہیں۔

نواں سبب: خود پسندی و دھوکا:

کچھ افراد خود پسندی اور دھوکے کا شکار ہوکر مطالعہ ترک کردیتے ہیں۔
اس کی صورت یہ ہوتی ہے وہ چند کتب پڑھ کر اس غلط فہمی کا شکار ہوجاتے ہیں کہ **''انہوں نے تمام علمی و تحقیقی چوٹیاں سر کرلی ہیں لہٰذا اب انہیں مطالعہ کی حاجت نہیں''** اور پھر ایسے حضرات یا تو بے بنیاد دعوے کرنے لگتے ہیں یا پھر اپنے علم کی نمائش میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ایسے افراد کو اپنے کردار و عمل پر نظر ثانی کی سخت ضرورت ہے کیونکہ عقلمند انسان کو یہ کسی طرح زیب نہیں دیتا کہ اس طرح کے دھوکے میں پھنس کر مطالعہ سے دور ہوجائے۔

دسواں سبب: کتاب کی ظاہری صورت:

کبھی کوئی کتاب اس لئے نہیں پڑھی جاتی کہ اس کے حسن صوری میں

کوئی کمی ہوتی ہے۔ جیسے کتاب کا ٹائٹل اچھا نہیں، سرورق پر دیئے گئے نقش ونگار اور رنگ آنکھوں کو نہیں بھاتے یا کتاب کی جلد کمزور ہے یا کتاب کا ظاہری نام نفرت کو جنم دے رہا ہوتا ہے۔ یاد رکھیں کہ یہ ضروری نہیں کہ اگر کتاب کا نام، جلد یا سرورق اچھا نہیں تو اس میں موجود مضامین بھی اچھے نہیں ہوں گے۔ ایسے میں کم از کم اس کتاب کی فہرست اور تعارف وغیرہ ضرور دیکھ لینا چاہیے کہ کہیں ہم کتاب کے حسن ظاہری میں کمی کے سبب ایک اچھی کتاب سے فیض یاب ہونے سے رہ نہ جائیں۔

مطالعہ کا طریقہ کار

ہر کام کا اصول ہوتا ہے:

کسی کام کو اس کے اصول وضوابط کے تحت کیا جائے تو وہ کار آمد ومفید ثابت ہوتا ہے ورنہ نفع درکنار نقصان ضرور ہوتا ہے۔ یہی معاملہ مطالعے کا ہے کہ جہاں ایک طرف اپنے موضوع اور کتب کا انتخاب بہت ضروری ہے تو دوسری طرف انہیں پڑھنے کے طریقوں اور اصولوں سے بھی کسی قدر واقفیت لازمی ہے۔ یہاں ہم بعض ایسی چیزیں بیان کریں گے کہ اگر انہیں ملحوظ رکھتے ہوئے مطالعہ کیا جائے تو ضرور اس کے خاطر خواہ فوائد اور منافع حاصل ہوں گے۔

مطالعہ کی پہلی قسم اور اس کا طریقہ کار:

یہ بات تو واضح ہے کہ مطالعہ دو طرح سے ہوتا ہے:

(۱) انفرادی مطالعہ (۲) اجتماعی مطالعہ۔

ہم پہلے انفرادی مطالعہ کی بات کرتے ہیں پھر اجتماعی مطالعہ پر کچھ روشنی ڈالیں گے۔انفرادی مطالعے کے لئے درج ذیل باتیں پیش نظر رکھنی چاہئیں:

موضوعی اور معروضی مطالعہ:

یاد رہے کہ دینی لحاظ سے مسائل پانچ طرح کے ہیں:

(۱)ضروریاتِ دین (۲)مسلمہ ضروریاتِ اہلسنّت (۳)متفقہ فروعی مسائل (۴)مختلف فیہ اعتقادی مسائل اور (۵)مختلف فیہ فروعی مسائل۔

پہلے تین میں مطالعہ ہمیشہ موضوعی (Subjective) ہونا چاہیے جبکہ آخری دو میں مطالعہ معروضی (Objective) ہوسکتا ہے مگر اس لحاظ سے معروضی مطالعہ بھی ہر کس و ناکس کا کام نہیں بلکہ اس کے اہل ہی کو اجازت ہے کہ وہ اس میدان میں اترے۔البتہ اگر اصل دین سے ہٹ کر جو غیر مقصود یا خالص دنیاوی علوم وفنون ہیں ان میں بصورتِ تحقیق کوشش ہونی چاہیے کہ مطالعہ ہمیشہ معروضی رہے۔

قرآن وحدیث کا مطالعہ:

قرآن کریم اور حدیث شریف کا مطالعہ کرتے وقت قاری کو اپنا یہ ذہن بنانا لازم ہے کہ ان دونوں چیزوں کا مطالعہ ہمیشہ موضوعی ہوگا اور وہ ہر مسئلہ میں بغیر کسی کی رہنمائی کے ڈائریکٹ ان پر عمل نہیں کرسکتا۔لہٰذا ان پر عمل کے لئے کسی مسلمہ امام کو اپنا پیشوا ضرور بنانا چاہیے جیسے کاشف الغمہ امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت علیہ الرحمہ کی رہنمائی میں قرآن وسنت پر عمل کرے۔البتہ! بنیادی طور پر

قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ کی کتاب ''علم القرآن'' کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

نیز ترجمہ قرآن میں ایسے ترجمہ کو اختیار کرے جس سے اللہ تعالیٰ، اس کے مقرب اور خاص بندوں کی محبت اور شریعت کا قرب پیدا ہو جیسے کنزالایمان (ازمجدد اعظم، امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ) وغیرہ۔ پھر خالی ترجمہ پر اکتفا نہ کرے بلکہ اس کے ساتھ مختصر تفسیر ''خزائن العرفان'' (از مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ) یا ''نور العرفان'' (از مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ) وغیرہ کا بھی مطالعہ کرے تاکہ ترجمہ کے دوران ذہن میں ابھرنے والے سوالات کے ہاتھوں ہاتھ جوابات بھی ملتے جائیں۔

حدیث شریف کے مطالعہ کے خواہشمند حضرات بخاری شریف کے لئے عظیم مترجم ادیب شہیر علامہ عبدالحکیم خان شاہجہان پوری علیہ الرحمہ کا، مسلم شریف کے لئے مترجم کتب کثیرہ علامہ مفتی صدیق ہزاروی دام ظلہ العالی کا، مشکوۃ المصابیح کے لئے مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ کا ترجمہ پڑھیں نیز احادیث کریمہ کے درست مفاہیم سمجھنے کے لئے مشکوۃ کی شرح ''مراۃ المناجیح'' کا مطالعہ کریں۔ اس کے علاوہ ''انوار الحدیث'' اور ''ریاض الصالحین'' وغیرہ کا مطالعہ بھی کیا جاسکتا ہے۔

کتاب اور نصاب کی تعین:

ظاہر سی بات ہے کہ انسان اپنے مطلوبہ موضوع پر ساری کتابیں نہ

حاصل کرسکتا ہے اور نہ ہی انہیں پڑھ سکتا اور نہ ہی پڑھنی چاہئیں بلکہ اپنے موضوع کے لحاظ سے حسب ضرورت اور حسب لیاقت مستند کتابوں کو معین کر کے مطالعہ شروع کر دے۔جس طرح کتاب کی تعیین مطالعہ کو آسان بناتی ہے اسی طرح نصاب کی تعیین بھی آسانی فراہم کرتی ہے،اب نصاب کبھی تو ایک سے زائد کتب کی صورت میں بنتا ہے اور کبھی ایک ہی کتاب کا مخصوص حصہ ہوتا ہے، یہ کبھی ایک ہی علم وفن سے تعلق رکھتا ہے اور کبھی ایک سے زائد علوم وفنون پر بھی مشتمل ہوتا ہے۔ ہر شخص کو نصاب بنا کر مطالعہ کرنا چاہیے مگر کسی خاص علم وفن میں مہارت وقابلیت پیدا کرنے والے کے لئے زیادہ ضروری ہے کہ کامیابی سے ہم کنار ہونے کے لئے اپنا نصاب متعین کرے۔

جگہ اور وقت کی تعیین:

مطالعہ کے لئے ایسی جگہ کا انتخاب کیا جائے کہ جہاں ''کسی'' کی دخل اندازی کا اندیشہ نہ ہو، وہاں توجہ ہٹانے والے مناظر نہ ہوں اور وہ جگہ پُرسکون ہو، شور وغل اور بلند آوازوں جیسے ریڈیو ٹی وی کی آوازوں یا کام کاج کرنے والوں کے شور یا آتی جاتی گاڑیوں وغیرہ کی چنگھاڑ سے دور ہو۔جگہ کے ساتھ وقت کی تعیین بھی ضروری ہے کیونکہ مطالعہ کے لئے ٹائم ٹیبل بنانے اور وقت خاص کرنے سے وقت کی کمی کا مسئلہ کافی حد تک حل ہوسکتا ہے،مقولہ ہے کہ ''تَوْزِیْعُ الْوَقْتِ تَوْسِیْعُ الْوَقْتِ''(یعنی وقت کی درست تقسیم کاری وقت کو وسعت دیتی ہے)۔

مصروف ترین شخص بھی مطالعہ کے لئے وقت خاص کر کے بہت ساری کتابیں پڑھ سکتا ہے۔کچھ اوقات ایسے ہیں کہ جن میں مطالعہ زیادہ مفید ہوتا ہے جیسے صبح کا وقت کیونکہ عام طور پر اس وقت نیند کا غلبہ نہیں ہوتا اور ذہن بھی زیادہ کام کرتا ہے اور صبح کے نشاط سے بھرپور اوقات میں زیادہ تر ایسی کتب کا مطالعہ کیا جائے جو گہرے غور وفکر کی متقاضی ہوں۔بعض حضرات نے غروب آفتاب اور طلوع آفتاب کے اوقات میں مطالعہ کرنے سے منع کیا ہے،شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ اس وقت روشنی مدہم ہوتی ہے،مبادا کہیں آنکھوں کو نقصان نہ پہنچے۔البتہ اگر ان اوقات میں مصنوعی روشنی کا بقدر کفایت اہتمام ہے تو مطالعے میں کوئی حرج نہیں۔الغرض یہ دونوں چیزیں،جگہ اور وقت کی تعیین یکسوئی کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔

ذہنی انہماک اور یکسوئی کا لحاظ:

مطالعہ کو طویل عرصہ تک ذہن میں محفوظ رکھنے کے لئے مطالعہ ذہنی انہماک،طبیعت کی تر وتازگی اور یکسوئی کے ساتھ کرنا نہایت ضروری ہے،جیسا کہ ابھی گزرا کہ یکسوئی کے لئے مناسب جگہ اور وقت کی تعیین ضروری ہے،اسی طرح دورانِ مطالعہ دل کا حزن وملال،غم وغصہ،تشویش واضطراب اور ہر طرح کی پریشانی سے خالی ہونا بھی شرط ہے ورنہ جب تک ذہنی آسودگی حاصل نہیں ہوگی مطالعہ بے سود رہے گا،اس کے علاوہ بھوک پیاس کی شدت،بول وبراز کی شدت،حد سے زیادہ شکم سیری،نیند کا غلبہ،جسمانی تھکاوٹ،آنکھوں میں

درد، ٹینشن، جلد بازی، بے رغبتی، بے چینی، کثرت مشاغل اور دیگر الجھنیں بھی یکسوئی کو متاثر کرتی ہیں۔الغرض ہر وہ شے جو یکسوئی، ذہنی انہماک اور طبیعت کی تروتازگی کے منافی ہے اس سے الگ ہو کر ہی مطالعہ پائیدار، دیرپا اور پختگی کے ساتھ ذہن نشین ہو سکے گا۔

کمیت کے بجائے کیفیت پر نظر رہنا:

یہ اچھی بات ہے کہ مطالعہ کثرت کے ساتھ اور کثیر ہو مگر یہ اسی وقت مفید ہے جبکہ وہ صحیح سمجھ کے ساتھ ذہن میں محفوظ بھی رہے ورنہ کمیت کے بجائے مطالعہ کی کیفیت کو مدنظر رکھنا زیادہ اہم ہے یعنی اہم یہ نہیں کہ ''کتنا'' پڑھا جائے بلکہ اہم یہ ہے کہ ''کیا'' اور ''کس طرح'' پڑھا جائے۔جیسے اگر ہم ایک پوری کتاب بنا سمجھے جلدی جلدی دو گھنٹہ میں پڑھ سکتے ہیں اور درست انداز پر اس کے مفاہیم و مطالب کو سمجھ کر پڑھنے میں ہمیں چار گھنٹے لگتے ہیں تو اب دوسری صورت ہی اختیار کی جائے کہ اس طرح نہ صرف مطالعہ اچھا ہوگا بلکہ اس کتاب میں بیان کردہ کثیر باتیں ہمارے ذہن میں بھی بیٹھ جائیں گی۔

مطالعہ میں فکر کا مثبت اور تعمیری ہونا:

اگر کوئی شخص پہلے ہی سے کوئی منفی سوچ لے کر مطالعہ کرے گا تو اس سے فیض یاب ہونا خام خیالی تو ہو سکتی ہے حقیقت نہیں، مطالعہ کے لئے ناگزیر ہے کہ انسان ایک اچھی اور مثبت ذہنیت اور تعمیری سوچ رکھتے ہوئے کتب خوانی کرے

تا کہ اپنے علم کو نئی باتوں اور نئے افکار سے مزین کرے نیز اپنے عمل میں ترقی واضافہ کے ساتھ دوسروں کو بھی اس سے فائدہ پہنچائے، ورنہ رفتہ رفتہ تنگ نظری اور اسلاف واکابر پر تنقید کے جال میں جکڑتا چلا جائے گا اور منفی سوچ کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ بندۂ مومن بعض اوقات کسی قابل اعتراض یا مختلف فیہ شخصیت کی کتاب سے بھی حکمت یا فائدہ حاصل کرنے سے محروم رہتا ہے حالانکہ ''اَلْحِکْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِن (یعنی حکمت مومن کا گمشدہ خزانہ ہے)'' اسی بندۂ مومن کی شان میں وارد ہے اور یہی اس حکمت کا حق دار ہے۔

روحانی آداب کا اہتمام کرنا:

مطالعہ کو مفید تر بنانے کے متعلق کچھ روحانی آداب بھی ہیں، اگر ان کا اہتمام کیا جائے تو سکونِ قلب اور راحتِ قالب کا سامان ہوگا۔ بعض روحانی آداب درج ذیل ہیں:

(1)......مطالعہ شروع کرنے سے قبل بسم اللہ شریف اور درودِ پاک پڑھ لیں تا کہ خیر وبرکت شامل حال ہو جائے۔

(2)......بوقتِ مطالعہ قبلہ رو بیٹھا جائے کہ ایک مستحسن عمل ہے۔

(3)......دورانِ مطالعہ وقفے وقفے سے کتاب سے نظر ہٹا کر کچھ ذکر ودرود بھی کیا جاسکتا ہے، اس سے جہاں آنکھوں کو آرام ملے گا وہیں ذکر ودرود کا ثواب بھی ہاتھ آئے گا۔

(4)......مطالعے سے حاصل شدہ خیر وبھلائی والی باتیں دوسروں تک پہنچائی

جائیں اس سے نہ صرف قاری کو پڑھا ہوا یاد رہے گا بلکہ نیکی عام کرنے کا ثواب بھی پائے گا۔

(5)......مطالعہ سے قبل وضو نیز موسم گرما میں غسل ٹھنڈک بھی کیا جا سکتا ہے۔

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے فرمایا: ''پھر اس کی تائید تمام فقہاء کے اس اطلاق سے ملتی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ وضو اور غسل ٹھنڈک حاصل کرنے کیلئے کرنا، حالانکہ ٹھنڈک حاصل کرنا کبھی اس غرض سے بھی ہوتا ہے کہ انسان عبادت میں پرسکون رہے یا مطالعہ اطمینان سے کر سکے اور بلا شبہ اس صورت میں یہ عبادت ہوگا کیونکہ ہر مباح (جائز کام) جو انسان خیر کی نیت سے کرے خیر ہے۔'' (فتاوی رضویہ، ج۲، ص۶۰)

جسمانی و خارجی آداب کا خیال رکھنا:

امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''بوقت مطالعہ طبیعت بے حد مشغول ہو جاتی ہے۔'' (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۱، ص۴۷۲) سچی بات ہے کہ جب کوئی انتہائی انہماک اور دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کرتا ہے تو دنیا و مافیہا سے غافل ہو جاتا ہے مگر مطالعہ مفید تر بنانے کی خاطر ان باتوں کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے:

(1)......کسی بھی ایسے انداز پر جس سے آنکھوں پر زور پڑے مثلاً بہت مدھم یا زیادہ تیز روشنی میں یا چلتے چلتے یا چلتی گاڑی میں یا لیٹے لیٹے یا کتاب پر خوب جھک کر مطالعہ کرنے یا لکھنے سے آنکھوں کے ساتھ ساتھ کمر اور پھیپھڑے کی بیماریاں بھی ہو جاتی ہیں۔

(2)......کوشش کیجئے کہ روشنی اوپر کی جانب سے آرہی ہو، پچھلی طرف سے آنے میں بھی حرج نہیں جبکہ تحریر پر سایہ نہ پڑتا ہو مگر سامنے سے آنا آنکھوں کے لئے نقصان دہ ہے۔

(3)......وقفے وقفے سے آنکھوں اور گردن کی ورزش بھی کر لیجئے کیونکہ کافی دیر تک مسلسل ایک ہی جگہ دیکھتے رہنے سے آنکھیں تھک جاتیں اور بعض اوقات گردن بھی دکھ جاتی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھوں کو دائیں بائیں، اوپر نیچے گھمایئے۔ اسی طرح گردن کو بھی آہستہ آہستہ حرکت دیجئے۔

(علم وحکمت کے 125 مدنی پھول، ص۷۳تا۷۶)

آلاتِ علم کا ادب کرنا:

آلاتِ علم سے مراد کتاب، قلم، روشنائی، کاپی اور دوات (Inkpot) وغیرہ ہیں کہ مطالعہ کرنے والے کو ان اشیاء کا ادب اور طریقہ استعمال بھی آنا چاہیے۔ بے ادبی کے ساتھ اگرچہ علم حاصل ہو بھی جائے مگر بندہ علم کے فیوض وبرکات اور حلاوت وفوائد سے محروم رہتا ہے۔

شیخ امام برہان الدین علیہ الرحمہ اپنے مشائخ میں سے ایک بزرگ کی حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک فقیہ کی عادت تھی کہ دوات (Inkpot) کو کتاب کے اوپر رکھ دیا کرتے تھے تو شیخ نے ان سے فارسی میں فرمایا: ''برنیابی'' یعنی تم اپنے علم سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ (تعلیم المتعلم طریق التعلم (مترجم)، ص۴۰)

یوں ہی کتاب کوزمین پر رکھ دینا، اس کا تکیہ بنانا یا اس کی طرف پاؤں کرنا وغیرہ بھی بے ادبی میں داخل ہے۔ جتنا ادب زیادہ اتنا فائدہ زیادہ۔ مثل مشہور ہے: ''باادب بانصیب بے ادب بے نصیب۔''

مطالعہ میں تکرار اور تسلسل ہونا:

چونکہ آج کل ایک تعداد ہے جو کمزوری حافظہ کی شکایت کرتی ہے اور ایسی حالت میں ایک بار کسی کتاب کا مطالعہ کر لینے سے سارا مضمون یاد رہنا بڑا دشوار ہے لہٰذا ایسے افراد کو چاہیے کہ وہ کسی کتاب کو ایک بار پڑھنے کے بعد دوبارہ بلکہ سہ بارہ پڑھیں، جہاں اس سے یاد رکھنے کے عمل میں مدد ملے گی وہاں دوسری یا تیسری بار کے مطالعہ سے نئے فوائد اور نئے نکات سامنے آئیں گے۔ چنانچہ،

حضرت امام شافعی کے شاگرد امام مزنی رحمہما اللہ تعالیٰ نے اپنے استاذ مکرم کی ایک کتاب کا پچاس مرتبہ مطالعہ کیا اور کہتے ہیں کہ ''ہر بار کے مطالعہ میں نیا لطف آیا اور ہر مرتبہ نئے فوائد اور نئے نکات حاصل ہوئے۔''

(کچھ دیر طلباء کے ساتھ، ۱۳۱)

بار بار پڑھنے کے علاوہ اس بات کا بھی اہتمام ہونا چاہیے کہ اگر کوئی شرعی عذر نہ ہو تو بغیر ناغہ کیے روزانہ کی بنیاد پر تسلسل کے ساتھ مطالعہ کیا جائے اور اس کے لئے کوئی طویل وقت درکار نہیں، چاہے نصف گھنٹہ مطالعہ کریں مگر روز کریں۔

مطالعہ کی دوسری قسم اور اس کا طریقہ کار:

یہاں تک جو طریقہ کار بیان ہوا وہ ''انفرادی مطالعہ'' کے اعتبار سے ہے اور اس کے برعکس دوسری صورت ''اجتماعی مطالعہ'' (Combined study) کی ہے۔ اس میں چار چھ افراد ایک ساتھ بیٹھ کر کسی کتاب کا مطالعہ کرتے ہیں جیسے دینی مدارس میں طلبہ مل کر مطالعہ کرتے ہیں یا مختلف لوگوں کے درمیان متعلقہ کتابیں تقسیم کی جاتی ہیں تا کہ بعد میں مشترکہ نشست میں باہمی گفتگو اور بحث وتمحیص اور افہام وتفہیم کے ذریعے مرتب کردہ تحریروں کو آخری شکل دی جائے اور نتائج وفیصلے اخذ کئے جائیں۔ اس طرح مطالعہ کی افادیت نہ صرف دو چند بلکہ افراد کی تعداد کی مناسبت سے کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔

بعض کتابیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا مطالعہ انفرادی طور پر کیا جاتا ہے اور گروپ کی شکل میں ان کا مطالعہ کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی جیسے تاریخ، اشعار اور ادبیات وغیرہ پر مشتمل کتب۔ البتہ، اگر کسی علمی مقابلے کے لئے کسی مفہوم کو سمجھنے یا تلخیص وغیرہ کی حاجت ہو تو اب اجتماعی مطالعہ ناگزیر ہے۔

اجتماعی مطالعہ کیوں ضروری ہے؟

اجتماعی مطالعہ کی ضرورت کن وجوہات کی بنا پر ہوتی ہے؟ تو اس حوالے سے عرض ہے کہ ایسا عام طور پر تحقیقی کاموں میں ہوتا ہے کیونکہ کسی ایک موضوع پر تحقیق کے لئے بہت سارے ماخذوں کو چھاننے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس

اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مختلف خیالات ونظریات پر بحث وگفتگو یا کسی کتاب کے بارے میں مشترکہ نکتہ نظر کے بیان یا کسی معاشرتی یا علمی موضوع کی جانچ پڑتال یا تحریروں، خطوط اور ریکارڈز وغیرہ پر مشترکہ تحقیقی کام کے لئے اجتماعی مطالعہ کیا جاتا ہے۔

اجتماعی مطالعہ کے فوائد:

ایک کتاب یا چند تحریروں پر تحقیق کے دوران مختلف افکار ونظریات کا ظہور ہوتا ہے۔ مختلف نظریات کا سامنے آنا بجائے خود ایک مفید عمل ہے کیونکہ عین ممکن ہے کہ کسی شخص کے ذہن میں ایسا کارآمد نکتہ آجائے جو دوسرے کے ذہن میں نہ ہو نیز اس سے نظریات میں پختگی آتی، افکار وآراء کا تقابل ہوتا، کتاب کے مضامین کا ادراک عمیق تر ہوتا اور ایک قسم کی فکری ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔ لوگوں، بالخصوص نوجوانوں کے درمیان مطالعاتی گروپوں کی تشکیل ان کے اندر کتاب خوانی اور مطالعہ کا شوق پیدا کرنے کا باعث بھی بنتا ہے اور ان میں مل کر کام کرنے کا جذبہ بھی فروغ پاتا ہے۔

تیز تر مطالعہ کا فن

مطالعہ میں تیزی کیسے لائی جائے؟

جس طرح ایک غریب یا بخیل آدمی ہر وقت ''کم خرچ بالانشیں'' کے سپنے دیکھتا ہے اسی طرح علم کا قدردان یا حاجت مند ایک تعلیم یافتہ اور عالم وفاضل

مگر مصروف شخص بھی ''کم وقت مطالعہ کثیر'' کی تمنا رکھتا ہے۔مصروف انسان ایسا کیا کرے کہ کم وقت میں زیادہ سے زیادہ مطالعہ کر سکے۔

اس تعلق سے ماہر نفسیات جناب بشیر جُمعہ صاحب اپنی کتاب ''شاہراہِ زندگی پر کامیابی کا سفر'' میں تحریر فرماتے ہیں: جوں جوں انسان ترقی کرتا رہتا ہے انتظامی اور تکنیکی موضوعات پر مطالعہ کے لیے مواد سیلاب کی صورت میں آتا ہے، اب یہ انسان کا اپنا کام ہے کہ وہ اس سیلاب سے اپنے آپ کو کتنا بچاتا ہے اور کس قدر فائدہ اٹھاتا ہے۔ بچانا یہ ہے کہ وہ اس بات کا فیصلہ کرے کہ اسے کس چیز کا کتنا مطالعہ کرنا ہے اور کون سی چیزیں زیرِ مطالعہ لانی ہی نہیں ہیں تاکہ اس کا وقت ضائع نہ ہو اور فائدہ اٹھانا یہ ہے کہ وہ تالاب جھیلوں اور ذخائر کی صورت میں اس سیلاب کے پانی کو کتنا جمع کرے کہ بوقت ضرورت کام آ سکے۔ یہ سب فیصلے انسان کو اپنے حالات، پوزیشن اور ذمے داریوں کو دیکھتے ہوئے کرنے ہیں۔

یہ حقیقت تسلیم کر لیجئے کہ ہر چھپا ہوا مواد آپ کے مطالعہ کے لیے نہیں ہوتا، آپ کو اس بات کا فیصلہ کرنا چاہیے کہ آپ کے لیے کیا ضروری ہے، اس سلسلے میں آپ اپنے لیے ایک فہرست بنا سکتے ہیں، اس فہرست کو چیک لسٹ کی شکل دے سکتے ہیں اور ہر مقررہ ہدف کے بعد جائزہ لیتے رہیں کہ پیش رفت کیسی ہے۔شہد کی مکھی سفر کرکے پھولوں کے پاس پہنچتی ہے اور پھول کا انتخاب کرکے مطلوبہ مواد کھینچ کر لے آتی ہے، درحقیقت مؤثر مطالعہ، اس مثال سے مختلف نہیں ہے، بس یہ کام تیزی سے کرنا ہے کہ اس میں مقصدیت بھی ضائع نہ ہو اور آپ کی

ضرورت بھی پوری ہو جائے۔

موادِ مطالعہ کی تقسیم کاری:

جب بھی آپ کے پاس مطالعہ کا مواد یا لوازمہ آئے تو پہلے آپ اسے تین حصوں میں تقسیم کیجئے اسے جمع کرنے کی عادت مت ڈالیے ورنہ کبھی بھی آپ کام نہیں کر سکیں گے:

(۱) اہم اور ضروری (۲) فوری (۳) غیر ضروری۔

اب آپ اپنی ضروریات کے پیش نظر ترجیحات مقرر کیجئے اور مزید تقسیم اس انداز سے کیجئے:

(۱)...... جو مواد سمجھنے کے لیے ہے اس کے فوری اور توجہ سے مطالعہ کی ضرورت ہے، اس سے باتیں اخذ کر کے ان پر عمل درآمد بھی ضروری ہے۔

(۲)...... جو مواد محض لطف اندوزی یا معلومات کے لیے ہے اسے پڑھنے کے بعد الگ کر لیجئے۔

(۳)...... بقیہ دلچسپ باتوں سے سرسری گزر جائیے۔

حقیقت کو تسلیم کیجئے:

آپ اس حقیقت کو تسلیم کر لیجئے کہ آپ ہر چیز کو نہیں پڑھ سکتے، لہٰذا اپنے مطالعہ کے لیے کسی شعبے کا انتخاب کرنا ضروری ہے۔ تیز تر مطالعہ کی عادت نہ صرف یہ کہ آپ کے عام مطالعے کی رفتار تیز کرے گی بلکہ آپ کے دفتری امور

اور فائلیں نمٹانے کے کام میں بھی مدد دے گی۔اس تیز رفتاری کے لیے مسلسل مشق کی ضرورت ہے، فہرست اور سرخیاں پڑھ کر اصل مواد کا اندازہ لگا لیجیے، پورے مواد کو سرسری طور پر پہلے دیکھ لیں، خلاصوں اور نتائج پر ایک نظر دوڑا لیں، تعارف کا مطالعہ کرلیں، آپ کی رہنمائی ہوجائے گی کہ کون سی تفصیلات سے بچا جاسکتا ہے، حاشیے لکھتے جائیے اور نوٹس بناتے جائیے۔

...... یہ سمجھئے کہ دوسری بار پڑھنے کے لیے آپ کو وقت نہیں ملے گا، جملوں اور محاوروں پر زیادہ توجہ نہ دیں۔

...... آپ جست لگائیں اس احتیاط کے ساتھ کہ مرکزی خیال نہ چھوٹنے پائے۔

...... اپنی توجہ ایک ایک لفظ پر مت مرکوز کیجئے، ایک نظر میں کئی کئی الفاظ کا مطالعہ کیجئے۔

...... بار بار پیچھے مت دیکھئے، با آواز بلند اور الگ الگ الفاظ کے ساتھ مت پڑھئے (اتنی آواز کافی ہے کہ آپ کے کان سن لیں)۔

اس بات کی کوشش کریں کہ آپ کا ذہن خود بتادے کہ آگے کیا آنے والا ہے اور اس بات کی عادت ڈالیں کہ جب آپ مطالعہ کررہے ہوں تو آپ کا ذہن ان باتوں کا جواب بھی دے رہا ہو: اس مطالعہ کا مقصد کیا ہے؟ میں اس مطالعہ سے کیا حاصل کرنا چاہتا ہوں؟ یہ میرے لیے کتنا اہم ہے؟ میں اس سے کس قدر فائدہ اٹھا سکتا ہوں؟۔ (شاہراہِ زندگی پر کامیابی کا سفر، صفحہ۲۷۴تا۲۷۶)

مطالعہ اور طلبہ کی روش

محنت ومشقت سے جی چرانا:

حضرت امام مسلم بن حجاج علیہ الرحمہ اپنی کتاب ''صحیح مسلم'' میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ بن ابی کثیر علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ ''لَا یُسْتَطَاعُ الْعِلْمُ بِرَاحَةِ الْجِسْمِ یعنی راحتِ جسم کے ساتھ علم حاصل نہیں ہوسکتا۔''

(صحیح مسلم ص ۳۰۹، تحت الحدیث: ۶۱۲)

یہ قول نقل کرنے کے بعد علامہ غلام نصیر الدین صاحب اطال اللہ عمرہ دورِ حاضر کے طلبۂ مدارس کی روش پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''مدارس کے وہ طلبہ جو محنت، مطالعہ اور راہِ علم میں تکالیف برداشت کرنے میں مشہور تھے اب آہستہ آہستہ ان میں محنت، لگن، ذوقِ مطالعہ اور علم کی راہ میں تکالیف کو برداشت کرنا مفقود ہورہا ہے، آرام طلبی اور کام سے جی چرانے اور آسانی کی طرف ان کی رغبت زیادہ ہورہی ہے۔ زندگی کا بلند مقصد ان کی نگاہوں سے غائب اور علمی دائرہ محدود ہوتا جارہا ہے۔ ان کے قیمتی اوقات کا زیادہ تر حصہ ایک دوسرے سے تعلقات بڑھانے میں، فضول کلام اور بے مقصد کاموں کی نذر ہوجاتا ہے اور ان لایعنی مشاغل کی کثرت نے آج کل کے طالب علموں کو کہیں کا نہیں چھوڑا ہے حالانکہ اشد ضرورت اس امر کی ہے کہ طالب علم علمی مشاغل میں راحت محسوس کریں اور تصنیف وتالیف، ترجمہ وتحقیق کا طبعی ذوق وشوق ہونا چاہیے جس کے لئے مطالعہ ضروری ہے۔'' (کچھ دیر طلباء کے ساتھ، ۱۲۹)

موبائل اور فیس بک کا جال:

علامہ غلام نصیر الدین صاحب کے اس شکوہ وشکایت میں یہ اضافہ بھی بجاطور پر شامل کیا جاسکتا ہے کہ آج طلبہ انفرادی واجتماعی مطالعے میں کمزور سے کمزور تر ہوتے جارہے ہیں، آج جس طالب علم کو دیکھ لیجئے اس کے ہاتھ میں کتاب کے بجائے نت نیا موبائل اور موبائل پر مختلف کال اور ایس ایم ایس پیکجز اور موبائل میں موجود ریڈیو پر مختلف کھیلوں کی لائیو کمنٹری اس پر مزید برآں۔

ایک اور بلاء طلبہ کے پیچھے پڑی ہے اور وہ ہے فیس بک (Facebook) کا بے جا اور بڑھتا ہوا استعمال، طلبہ دن میں ایک دوسرے کی فیس بک آئی ڈیز پوچھتے پھرتے ہیں اور رات کو فیس بک پر گھنٹوں ضائع کردیتے ہیں۔ پہلے طلبہ مطالعہ کے ساتھ اوراد ووظائف کا بھی ذوق شوق رکھتے تھے اور نماز کے بعد جیب سے "تسبیح" نکلا کرتی تھی اور آج موبائل نکلتا ہے، پہلے طلبہ کو کسی ایک وقت میں تلاوتِ قرآن کریم کی بھی سعادت حاصل رہتی تھی مگر اب یہ فریضہ صرف حفاظ طلبہ ہی انجام دیتے ہیں اور ان میں سے بھی اکثر رمضان کریم کا انتظار کرتے ہیں، بس اب تو صبح شام "موبائل فوبیا" کا شکار نظر آتے ہیں۔

پھر اگر کوئی طالب علم مطالعہ کے لئے کتاب اٹھا بھی لیتا ہے تو دوسرے ہاتھ میں موبائل ضرور رکھتا ہے جس پر دوستوں سے کم از کم تحریری گفتگو (بذریعہ ایس ایم ایس) جاری رہتی ہے اور یوں یہ موقع غنیمت بھی گنوادیتا ہے اور طلبہ کے

اجتماعی مطالعہ کی حالت بھی انتہائی ناگفتہ بہ ہے، ادھر کسی طالب علم کے موبائل پر کوئی ایس ایم ایس آیا ادھر کتاب رکھ کر ایک دوسرے کو وہ "میسج" سنانے اور اس پر تبصرے کرنے شروع کر دیتے ہیں۔

بے ذوقی و بے اعتنائی:

طلبہ اور بعض اساتذہ کی موجودہ بے ذوقی اور بے اعتنائی پر ایک نصیحت آموز تبصرہ ملاحظہ کیجئے: "آج کل عجیب بد ذوقی طلباء اور اساتذہ کے اندر پیدا ہوتی چلی جارہی ہے کہ مطالعہ کا کوئی اہتمام نہیں، اگر کچھ شوق ہے تو غیر درسی کتابیں اور اخبار بینی میں اپنا وقت گزارتے ہیں اور چند تاریخی اور سیاسی واقعات کا علم ہو جانے پر بہت مسرور ہوتے ہیں۔ غضب تو یہ ہے کہ درس کے وقت میں بھی انہیں تمام چیزوں پر بحث ہوتی ہے اور پورا وقت اس میں ضائع کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح نہ طلباء کو کچھ احساس ہوتا ہے نہ استاد صاحب کو حالانکہ یہ فعل دیانت کے بالکل خلاف ہے۔" (مطالعہ کی اہمیت، ص ۲۵۵، کچھ دیر طلباء کے ساتھ، ۱۳۰)

طلبہ کا مطمح نظر کیا ہو؟

ہر طالب علم جانتا ہے کہ کثیر مطالعہ کئے بغیر استعداد اور مہارت وممارست پیدا کرنا ہر گز ممکن نہیں مگر پھر بھی غفلت کی چادر تانے سوئے ہوئے ہیں اور وقت ضائع کئے جارہے ہیں۔ ایسے ہی طلبہ فارغ ہونے کے بعد اپنے مستند جامعہ ومدرسہ کے ذمہ داران کو کوستے، بلاوجہ تنقید کرتے اور اساتذہ کی غیبت میں

لگ کر اپنی دنیا کے ساتھ ساتھ عاقبت بھی خراب کر رہے ہوتے ہیں حالانکہ اسی جامعہ بلکہ انہی کے ہم سبق وہم استاذ طلبہ دین کی اعلی پیمانے اور اعلی معیار پر خدمت کر رہے ہوتے ہیں۔

کاش! محنت ومشقت سے کام لیتے، وقت کی قدر کرتے، کثرت مطالعہ کو اپنا مشن بناتے اور اسلام کی عظیم خدمت کو اپنا مطمح نظر رکھتے تو دین ودنیا سنوارنے میں کامیاب رہتے۔طلبہ پر لازم ہے وہ محنت سے جی نہ چرائیں بلکہ روزانہ کی بنیاد پر مطالعہ کریں اوران کا کوئی سبق بغیر مطالعہ کے نہ ہو۔

امام برہان الدین زرنوجی علیہ الرحمۃ بصورتِ اشعار سمجھاتے ہیں:

بِقَدْرِ الْکَدِّ تُکْتَسِبُ الْمَعَالِی　　وَمَنْ طَلَبَ الْعُلٰی سَھِرَ اللَّیَالِی

ترجمہ:تم اپنی محنت کے لحاظ سے ہی بلند مناصب حاصل کر سکتے ہو اور جو اعلی منصب کا طالب ہوتا ہے وہ شب بیداریاں کرتا ہے۔

تَرُوْمُ الْعِزَّ ثُمَّ تَنَامُ لَیْلًا　　یَخُوْضُ الْبَحْرَ مَنْ طَلَبَ اللَّآلِی

ترجمہ:ایک طرف عزت ومرتبہ چاہتے ہو اور دوسری طرف ساری رات سوتے ہو حالانکہ موتیوں کا خواہشمند سمندر میں غوطہ لگاتا ہے۔

(تعلیم المتعلم طریق التعلم،ص۵۷)

مگر محنت ومشقت میں اپنی نیت کو درست رکھنا بھی ضروری ہے کہ شب بیداری کر کے مطالعہ کتب اور حصول علم کی بھر پور کوشش صرف اللہ تعالیٰ اور اس

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا، تبلیغ شریعت اور اپنے کردار واخلاق کو سنوار نے کے لئے ہو ورنہ ساری محنت پر پانی پھر جائے گا۔

لہٰذا درستی نیت، اصلاح نفس اور فکر آخرت کا جذبہ بیدار اور پائیدار رکھنے کے لئے طلبہ کو چاہیے کہ حجۃ الاسلام حضرت امام محمد بن محمد غزالی علیہ الرحمہ کی تصنیف ''اَیُّھَا الْوَلَد'' اور حضرت امام برہان الدین زرنوجی علیہ الرحمہ کی رہنما تحریر ''تَعْلِیْمُ الْمُتَعَلِّم طَرِیْقَ التَّعَلُّم'' کا بار بار مطالعہ کریں۔

حاصل مطالعہ

حاصل مطالعہ کی اہمیت:

سارا دن محنت ومشقت کرنے کے بعد کوئی مزدور اپنی اجرت نہیں چھوڑتا کیونکہ اس نے اپنا خون پسینہ ایک کر کے اپنی زندگی کا ایک قیمتی دن اس مشقت کی نذر کیا ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص مطالعہ میں صرف ہونے والے اپنے وقت، ذہنی مشقت، قلبی توجہ اور غور وفکر کا احساس رکھتا ہو گا تو وہ ضرور اس سے حاصل ہونے والے فوائد کو محفوظ کرے گا۔ مطالعہ سے حاصل ہونے والے فائدے کو ہم ''حاصل مطالعہ'' سے تعبیر کرتے ہیں۔

حاصل مطالعہ کو محفوظ کرنے کی دو ہی صورتیں ہیں: پہلی یہ کہ قوتِ حافظہ مضبوط ہے تو ذہن میں محفوظ کر لیا جائے اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہے تو پھر اسے اپنے پاس لکھ لیا جائے اور یہ دوسری صورت ہی زیادہ مفید ہے کہ باوجود عظیم

قوتِ حافظہ کے بڑے بڑے علماء وفضلا اور دانشوروں نے یہ طریقہ اختیار کیا کیونکہ علم ومعلومات کی مثال ایک شکار کی سی ہے، لہٰذا اسے فوراً قابو میں کر لینا چاہیے۔مقولہ مشہور ہے کہ ”اَلْعِلْمُ صَیْدٌ وَالْکِتَابَۃُ قَیْدٌ یعنی علم ایک شکار ہے اور اسے لکھ لینا قید ہے۔“

لہٰذا ہر مطالعہ کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ ”شکار“ ہاتھ میں آنے کے بعد اسے ”قید“ کرلے ورنہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مطالعہ کے بعد کسی بات یا مسئلہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور وہ نہیں ملتا۔اب یا تو سرے سے بات ہی ذہن سے نکل جاتی ہے یا یاد تو رہتی ہے مگر حوالہ دماغ سے غائب ہوجاتا ہے۔

حاصلِ مطالعہ اور ہمارے اسلاف:

ہمارے ایک کرم فرما جو ملک شام سے پڑھ کر آئے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہیں استاذِ محترم نے بتایا کہ ”حضرت خطیب بغدادی علیہ الرحمہ کا معمول تھا کہ دورانِ مطالعہ الگ الگ موضوعات پر ملنے والا مواد جہاں نظر آتا اسے علیحدہ کسی جگہ نوٹ کرتے جاتے پھر بعد میں ایک موضوع سے متعلق جمع شدہ مواد کو کتابی شکل دے دیتے اور یوں کسی نئے موضوع یا فن پر ان کی کوئی نئی تالیف تیار ہوجاتی۔“ یہ تو ماضی بعید کے ایک عالم کا عمل تھا جبکہ ماضی قریب بلکہ دورِ حاضر میں بھی ایسے افراد وشخصیات موجود ہیں جو حاصلِ مطالعہ کو محفوظ کرتے ہیں۔اس حوالے سے بعض حضرات کا معمول ملاحظہ فرمایئے:

پیر مہر علی اور حاصل مطالعہ:

سلسلہ عالیہ چشتیہ کے عظیم بزرگ اور فاتح قادیانیت، قبلۂ عالم حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب کی عادت مبارکہ تھی کہ دورانِ مطالعہ جو اہم یا مفید باتیں دیکھتے تو انہیں صفحہ اول پر نوٹ فرما لیا کرتے۔ (مہر منیر، ص۴۴)

محدث اعظم پاکستان اور حاصل مطالعہ:

نبراس المحدثین، محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عادت مبارکہ یہ تھی کہ کتب احادیث کی جلد بندی کے وقت خاصی مقدار میں خالی اوراق شامل کروالیتے تھے تاکہ ان خالی اوراق میں مطالب حدیث کی نشاندہی ہو سکے۔ (نوادراتِ محدث اعظم پاکستان، ص۷۸)

امیر اہلسنّت اور حاصل مطالعہ:

قبلہ امیر اہلسنّت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کی بھی عادت مبارکہ ہے کہ وہ دورانِ مطالعہ اہم اہم باتوں اور مختلف الانواع موضوعات سے تعلق رکھنی والی قرآنی آیات وتفسیر آیات، احادیث کریمہ وشروح احادیث، حکایات وواقعات، اقوال سلف اور مسائل وغیرہ الگ ڈائری میں لکھتے جاتے ہیں۔ نہ صرف خود بلکہ مریدین ومحبین کو بھی یہی درس دیتے ہیں حتی کہ انہیں کے ایما پر دعوتِ اسلامی کے علمی وتحقیقی ادارے ''المدينة العلمية'' کی کم وبیش ہر کتاب کے شروع میں باقاعدہ ''یادداشت'' کے عنوان کے تحت چند صفحات دیئے جاتے ہیں تاکہ حاصل مطالعہ محفوظ کیا جا سکے۔

ڈاکٹر غلام جابر مصباحی اور حاصل مطالعہ:

ایک مثال دورِ حاضر میں رضویات کے نامور اور جواں فکر محقق علامہ ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی صاحب اطال اللہ عمرہ کی بھی ہے جنہوں نے ''کلیاتِ مکاتیب رضا'' کی تیاری کے دوران ''حاصل مطالعہ'' لکھنے کے سبب چند اور کتب تصنیف فرمالیں۔(روبرو، ج۱،ص ۲۱۸۔۲۱۷)

مفتی محمد اکمل اور حاصل مطالعہ:

الیکٹرونک میڈیا کی مشہور شخصیت جناب علامہ مفتی محمد اکمل صاحب دام ظلہ فرماتے ہیں: اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عزوجل! راقم الحروف کو ابتداء ہی سے مطالعہ کا بے حد شوق رہا ہے۔ بسا اوقات تو چھ چھ گھنٹے مطالعہ کے ساتھ ساتھ لکھتے رہنے کی سعادت بھی حاصل ہوتی رہی ہے۔ شروع ہی سے یہ عادت بنالی تھی کہ جو پڑھتا، اس میں سے ''آیات واحادیث وواقعات واقوال بزرگانِ دین'' کو فوراً عنوان قائم کرکے ڈائری پر لکھ لیا کرتا تھا، اس طرح طویل و مسلسل محنت کے بعد تقریبا ''گیارہ ڈائریوں'' کے ہزاروں صفحات پر مختلف عنوانات کے تحت بے شمار مواد جمع کرنے کی سعادت حاصل ہوگئی۔ (تحفۃ المبلغین ،ص ۱۲۷)

حاصل مطالعہ محفوظ کرنے کے چھ طریقے:

مطالعہ کا ما حاصل تحریری طور پر محفوظ کرنے کے لئے مختلف لوگ مختلف طریقے اختیار کرتے ہیں، ہم ان میں سے چھ طریقے یہاں تحریر کرتے ہیں تا کہ

ہمیں بھی ان طریقوں سے کسی قدر واقفیت ہو سکے۔

پہلا طریقہ: نوٹس یا خلاصہ نویسی:

حاصل مطالعہ محفوظ کرنے کے لئے دورانِ مطالعہ نوٹس اور بیان کردہ باتوں کا خلاصہ تیار کرلیا جائے یا پھر دورانِ مطالعہ عبارات پر علامات لگا کر صفحہ نمبرز نوٹ کر لئے جائیں اور نوٹس کا کام بعد میں کرلیا جائے۔اس کے لئے اپنے ساتھ کاپی، رجسٹر یا صفحات کا دستہ اور قلم ضرور رکھیں۔

دوسرا طریقہ: علامات لگانا:

اگر وقت کم ہو یا نوٹس بنانا نہیں چاہتے تو مختلف مخصوص علامات یا الفاظ کا سہارا لیا جا سکتا ہے جو مطالعہ کرنے والے کے لئے خاص مفاہیم کے حامل ہوں۔جیسے کتاب میں اہم، مفید، دلچسپ اور خوبصورت نکات دیکھیں تو اس کے سامنے صفحہ پر جہاں جگہ خالی ہو لفظ ''نکتہ'' لکھ لیں یا کوئی بھی مخصوص علامت جیسے (☆) وغیرہ لگا لیں۔اگر کوئی مبہم یا غیر واضح بات دیکھیں جو تحقیق طلب اور مزید مطالعہ کی محتاج ہو اس پر لفظ ''قابل غور'' یا کوئی خاص علامت ڈال دیں۔اسی طرح اگر کوئی قابل اعتراض بات یا نکتہ سامنے آئے تو اس پر سوالیہ نشان (؟) لگا لیں۔

تیسرا طریقہ: فہرست پر نشانات:

اگر کوئی کتاب کے اندر علامات نہیں لگانا چاہتا تو وہ کتاب کہ فہرست میں یہ کام کرسکتا ہے کہ اپنے ''مطلوبہ مقام'' کا فہرست میں دیا گیا عنوان نوٹ کر

لے،اس طرح صفحہ نمبر نوٹ کرنے کی ''زحمت'' بھی اٹھانا نہیں پڑے گی۔

چوتھا طریقہ:انڈر لائن کرنا:

دلچسپ ومفید یا قابل اعتراض جملوں اور الفاظ کو خط کشیدہ(Underline) بھی کیا جاسکتا ہے۔دورانِ مطالعہ جہاں کوئی بات پسند آئے یا کوئی ایسا جملہ یا مسئلہ جس کی آپ کو بعد میں ضرورت پڑسکتی ہو اسے انڈر لائن کرلیں۔علامات ہوں یا انڈر لائن بہر صورت کوشش کریں کہ پنسل(Pencil) استعمال کریں،نفاست کا پورا خیال رکھا جائے،اس طرح آڑی ترچھی اور بے ترتیب لکیریں نہ کھینچی جائیں جو کتاب کو بدصورت اور بدنما کردیں۔

پانچواں طریقہ:اشارات اختیار کرنا:

کتاب کے شروع اور آخر میں عموماً ایک دو خالی صفحات ہوتے ہیں ان پر بھی یادداشت تحریر کی جاسکتی ہے۔اس طرح کہ اشارے کے طور پر چند الفاظ لکھ کر اس کے سامنے صفحہ نمبر نوٹ کرلیا جائے۔

چھٹا طریقہ:حاصل مطالعہ کو آگے پہنچانا:

حاصل مطالعہ کو یاد اور محفوظ رکھنے کا ایک عمدہ طریقہ یہ ہے کہ اسے دیگر لوگوں تک پہنچاتے رہیں اور یہ طریقہ عام طور پر مبلغ،خطیب اور مقرر کے ساتھ تعلق رکھتا ہے کہ وہ ایک ہی بات کو بار بار بیان کرکے اسے محفوظ کرلیتے ہیں جبکہ خاص طور پر ہر مطالعہ کرنے والا اس طریقہ سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

حاصل مطالعہ کو آگے پہنچانے میں احتیاطیں

حاصل مطالعہ آگے پہنچانے میں یقینی طور پر کثیر فوائد ہیں مگر اس طریقہ میں بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے جس کے لئے حسب ذیل باتوں کو مدنظر رکھنا بہت ضروری ہے ورنہ کہیں مطالعہ کرنے والا اسے محفوظ کرنے کی جستجو میں کسی فتنہ کا دروازہ نہ کھول دے۔

عصمت صرف دو کلاموں کو حاصل ہے:

قرآن وحدیث کے علاوہ جب کسی اور کتاب کا مطالعہ کریں تو یہ ذہن سے نکال دیں کہ ''اس کتاب کے مصنف یا مؤلف سے کوئی غلطی نہیں ہوسکتی اور یہ ہر غلطی سے مبرا ومنزہ ہے'' کیونکہ عصمت (ہر عیب وخطا سے پاک ہونا) صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو حاصل ہے۔البتہ! جسے اللہ تعالیٰ چاہے اسے خطا سے محفوظ فرمادیتا ہے۔لہٰذا اگر کسی کتاب کے صحیح العقیدہ مصنف سے کوئی ایک آدھ مسئلہ غلط بیان ہوجائے تو صاحب کتاب کے بارے میں کسی بدگمانی کا شکار نہ ہوا جائے اور نہ ہی اس کی وہ بات آگے پہنچائی اور پھیلائی جائے (اہم نوٹ: یہاں بات صرف مختلف فیہ اور فروعی مسائل کی ہورہی ہے نہ کہ ضروریاتِ دین ومسلمہ ضروریاتِ اہلسنّت کی)۔بالخصوص اگر وہ کوئی ایسی شخصیت ہے جس کی پیروی کی جاتی ہے اور مسلمان اسے اپنا مقتدا جانتے ہیں تو ایسی حالت میں تو اس

غلطی کو چھپانا واجب ولازم ہے کہ ہوسکتا ہے اس ایک غلطی سے آگاہ ہو کر اس صحیح العقیدہ مسلمان مقتدا کے پیروکار اس سے متنفر ہو جائیں اور اس کی باقی اچھی باتوں پر عمل سے بھی محروم ہو جائیں۔اس صورت میں مجرم صرف وہ مطالعہ کرنے والا ہے کہ اس نے حکمت کو ترک کیا اور ایک بڑے فائدے سے مسلمانوں کو محروم کر دیا۔اس نکتہ کو ہر مطالعہ کرنے والا ذہن نشین رکھے۔

(کذافی فتاوی رضویہ،ج۲۹،ص۵۹۴)

مطالعہ کرنے والا امین ہوتا ہے:

چونکہ مطالعہ کرنے والا ''امین'' ہوتا ہے لہٰذا جیسی بات پڑھی ہے ویسی ہی آگے پہنچائے۔ایسا نہ ہو کہ اپنے پاس سے ''چونکہ''،''چنانچہ''،''شاید'' وغیرہ کے الفاظ لگا کر حاصل مطالعہ کی اپنی ''جیب'' سے تشریح ووضاحت کرتے ہوئے آگے بیان کرے۔سوائے یہ کہ اگر کسی قابل بھروسہ اور مستند عالم نے اس کی کوئی تشریح کی ہے تو حوالہ کے ساتھ بیان کر دی جائے۔حدیث شریف میں بھی اس طرف اشارہ ہے کہ بات جیسی ہے ویسی ہے آگے پہنچانی چاہیے۔چنانچہ،

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَاَدَّاهَا یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ (خوش وخرم اور شاد وآباد) رکھے جس نے میری حدیث سنی،اسے یاد کیا،اسے حافظہ میں محفوظ رکھا اور آگے پہنچا دیا۔

(مشکوۃ المصابیح،ج۱،ص۶۴،الحدیث:۲۲۸)

اس حدیث شریف میں انہی لوگوں کے حق میں دعائے نبوی کی بشارت ہے جو اسے صحیح صحیح آگے پہنچادیں۔

صرف ''اہل'' تک پہنچانا:

مطالعہ سے حاصل شدہ معلومات ونکات آگے پہنچاتے وقت سننے والے کی اہلیت وصلاحیت کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے کیونکہ ہر شخص کی ذہنی صلاحیت اور وسعت ظرفی ایک سی نہیں ہوتی ۔لہٰذا دیکھا جائے کہ جس شخص سے بات بیان کی جارہی ہے وہ اس بات کا اہل بھی ہے یا نہیں؟ پس اگر کوئی سامنے والے کی عقلی سطح سے بڑھ کر اس سے کلام کرے گا تو ممکن ہے کہ اولاً اسے سمجھ ہی نہ آئے یا وہ کسی مغالطے کا شکار ہوجائے یا اس کا الٹ سمجھ لے یا کوئی غلط نتیجہ نکالے وغیرہ، الغرض نااہل سے ایسی بات کرنے میں نقصان کا پہلو تو ہے فائدہ کوئی نہیں جیسا کہ کسی وزیر آبپاشی نے ایک گاؤں کے کسانوں سے یوں سوال کیا: ''امسال تمہاری کشت زار پر تقاطر امطار ہوا کہ نہیں؟'' (مطلب تھا کہ اس سال آپ کے کھیتوں پر بارش ہوئی یا نہیں؟) بے چارے ان پڑھ کسان کہنے لگے کہ ''چلو! چلو! وزیر صاحب ابھی تلاوت کررہے ہیں ہم بعد میں آجائیں گے۔''

حدیث شریف سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ، ارشادِ نبوی ہے:

اُمِرْنَا اَنْ نُکَلِّمَ النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِم یعنی ہم (گروہِ انبیاء) کو لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(جمع الجوامع، ج۲، ص۱۶۲، الحدیث:۴۶۶۷)

اس لئے عوام کو مشکل باتیں، منطقی و فلسفی بحثیں، گنجلک اور الجھے ہوئے مسائل نہ بتائے جائیں اور نہ ہی یہ ان کا منصب ہے بلکہ انہیں نماز، روزے، وضو وغسل، جائز و ناجائز اعمال اور آسان مسائل وغیرہ کے متعلق بتایا جائے۔

امام اہلسنّت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''عوام مسلمین کو نماز، روزے، وضو، غسل، قراءت کی تصحیح فرض ہے جس سے روزِ قیامت ان پر مطالبہ و مواخذہ ہوگا۔ اپنے مرتبہ سے اونچی باتوں میں کچہریاں جمانا اور کھچڑیاں پکانا اور رائیں لگانا گمراہی کا پھاٹک ہے'' وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی

(فتاوی رضویہ، ج۲۹، ص۵۹۱)

تحریف سے اجتناب:

جو بھی بیان کیا جائے اس میں تحریف سے بچا جائے۔ اس کی کئی صورتیں ہیں یا تو اپنے پاس سے اصل بات میں اضافہ کیا یا اصل میں کمی کر دی یا اصل کے بالکل برعکس بیان کیا یا تاویل کر کے اصل پر پردہ ڈال دیا وغیرہ۔ ہر مطالعہ کرنے والے کو یاد رکھنا چاہیے کہ حق بات میں تحریف کرنا یہودیوں کا طرزِ عمل ہے جسے قرآن کریم میں جا بجا بیان کیا گیا ہے۔

آخری باتیں

مطالعہ کیجئے، مطالعہ کیجئے اور بس مطالعہ کیجئے کہ مطالعہ ذہن کو کھولتا ہے، نتائج سے باخبر کرتا ہے، دانائی کی باتوں پر مطلع ہونے میں مدد دیتا ہے، فصیح اللسان بناتا ہے، غور و فکر کی صلاحیت بڑھاتا ہے، علم کو پختہ کرتا ہے اور شبہات ختم

کرتا ہے، خیالات مکدر ہونے سے بچاتا ہے، تنہا شخص کا غم دور کرتا ہے، افسانہ نگار کے لئے موضوع سخن ہے، غور وفکر کرنے والے کے لئے دلچسپی کا سامان ہے اور مسافر کے لئے اندھیری رات کا چراغ ہے اور اس کے برعکس ترک مطالعہ اور کتب بینی سے دوری زبان کے لئے رکاوٹ، طبیعت کے لئے قید، دل میں خلل، عقل میں فتور، ترقی معرفت میں کمزوری کا باعث اور فکر کو خشک کر دیتا ہے۔ کہتے ہیں: ''کوئی کتاب بے کار نہیں یا اس میں کوئی فائدہ ہوگا یا مثال ہوگی یا کوئی عادت ہوگی یا کوئی حکایت ہوگی یا دل کو چھو لینے والی یا کوئی نادر ونایاب بات ہوگی۔''

اخیر میں جناب مولانا محمد فروغ القادری صاحب حفظہ اللہ کا دردانگیز تبصرہ ملاحظہ کیجئے جس کا اظہار انہوں نے ماہنامہ اشرفیہ، جنوری 2014ء میں اپنے ایک مضمون ''متاعِ وقت اور کاروانِ حیات'' میں کیا ہے۔ جناب موصوف لکھتے ہیں: ''میری نظر میں کسی بھی معاشرے یا قوم کی ترقی یا پس ماندگی کا سب سے اہم پیمانہ یہ ہے کہ وہاں کے لوگوں میں پابندی وقت اور اس کی قدر وقیمت ہے کہ نہیں، وہاں کے لوگ کتابیں پڑھتے ہیں کہ نہیں۔ اس حوالے سے اگر ہم اسلامی دنیا کو دیکھیں تو صورتِ حال دوسرے غیر مسلم ممالک کے نسبتاً انتہائی اندوہ ناک ہے۔ اسلامی دنیا جو ماضی میں جدید علوم وفنون کی براہِ راست موجد ہے، اب ان کے ہاں جدید موضوعات پر کوئی کام نہیں ہو رہا ہے۔ عام لوگوں میں شوق مطالعہ ختم ہوتا جا رہا ہے۔ مطالعے سے قوتِ گویائی میں اضافہ ہوتا ہے۔ اگر یہ نہیں ہوتو پھر ہم نئے خیالات کہاں سے لائیں گے؟ ادبی وتحقیقی کام کیسے

ہوگا؟ کانفرنسوں اور سیمیناروں میں سنجیدہ، بامقصد تعمیری گفتگو اور علمی مقالات کیسے پڑھے جائیں گے؟ میں سمجھتا ہوں کہ مطالعے کی عام کمی کی وجہ سے معاشرے میں تشدد اور عدم برداشت کے واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے۔''

شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال مرحوم نے جب اپنی قوم کی مطالعہ وکتب سے بے اعتنائی و دوری اور یورپ میں اپنی کتب کی حفاظت دیکھی تو دردِ دل کو لفظوں کا جامہ یوں پہنایا:

مگر وہ علم کے موتی، کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھا ان کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارا
حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی
ثریا سے زمین پر آسمان نے ہم کو دے مارا

قارئین سے گزارش:

ہماری اس تحریر میں اگر کوئی کمی، نقص یا غلطی در آئی ہوئی تو قارئین سے گزارش ہے کہ ہمیں زبانی، تحریری، بذریعہ فون یا ای میل مطلع فرمائیں۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی خَیْرَالْجَزَاءِ

دعاگو، دعاجو: **محمد آصف اقبال**

(ایم۔اے عربی......ایم۔اے اسلامیات)

03012348956
asifraza2526@gmail.com

سخن جمیل

از: جمیل ملت جمیل احمد نعیمی ضیائی صاحب

(یادگارِ اسلاف استاذ العلماء، شیخ الحدیث و ناظم تعلیمات جامعہ نعیمیہ کراچی)

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

حضور انور، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی ''اقرا'' کے عنوان سے نازل ہوئی، کچھ حضرات بظاہر اقرا کا مفہوم ''پڑھنا'' ہی سمجھتے ہیں لیکن غور سے دیکھا جائے اور سمجھا جائے تو ''اقرا'' کا معنی پڑھنا بھی ہے اور پڑھانا بھی ہے اور ''مطالعہ کرنا'' بھی ضمناً آجائے گا کہ جب کوئی شخص پڑھے گا تو پڑھائے گا۔ پڑھانے کے لئے مطالعہ بھی کرنا پڑے گا کیونکہ پڑھانے والے کے لیے مطالعہ کی ضرورت واہمیت واضح ہے کہ اگر کسی وقت شاگرد اپنے استاذ سے کوئی سوال کر بیٹھے تو استاذ کے ذمے اس کا جواب دینا کم از کم درجہ استحباب میں ضروری ہے۔

احقر کی نظر سے تعلیم و تعلم اور مطالعہ کے عنوان سے مختلف کتب و رسائل گزرے ہیں لیکن میں یہ بات بغیر تامل کے کہہ سکتا ہوں کہ **عزیز محترم فاضل نوجوان محقق ذیشان محمد آصف اقبال زید مجدہ (ایم۔اے)** نے جس محنت اور عرق ریزی کے ساتھ اس رسالے کو تحریر فرمایا اور مطالعہ کی اہمیت و ضرورت پر سیر حاصل بحث کی ہے وہ قابل صد تعریف بھی اور لائق تقلید بھی ہے۔ خدا کرے کہ ہمارے عصر

حاضر کے نوجوان علماء اور طلبہ میں بھی یہی جذبہ صادقہ اور مطالعہ کا شوق پیدا ہو۔ زیادتی ہوگی کہ احقر اس موقعہ پر فاضل جلیل عالم نبیل محقق بے عدیل علامہ محمد حامد علی خان علیمی زید مجدہ کا شکریہ ادا نہ کرے کیونکہ انہی کے ذریعے یہ عزیز اور عظیم تحفہ ''مطالعہ، کیا، کیوں اور کیسے؟'' موصول ہوا۔

مولائے کریم اپنے حبیب پاک رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین کے صدقے مصنف کو اپنی رحمتوں اور برکتوں سے مالا مال فرماتے ہوئے صحت و عافیت اور سلامتی ایمان کے ساتھ قائم دائم رکھے۔

آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ الامین صلی اللہ علیہ وسلم

۲۸ ربیع الاخر ۱۴۳۵ھ

موافق: یکم مارچ ۲۰۱۴ء

(احقر جمیل احمد نعیمی ضیائی غفرلہ)

استاذ الحدیث وناظم تعلیمات

دار العلوم نعیمیہ بلاک 15 فیڈرل ''بی'' ایریا، کراچی

03003532440

تاثرات

از: مفتی محمد یونس علی صاحب

(محقق جدالممتار علی ردالمحتار، ریسرچ اسکالر کراچی یونیورسٹی)

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم،

اما بعد فاعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرجیم،

بسم اللّٰه الرحمن الرحیم

انعاماتِ ربی کا احصاء ممکن نہیں، پس عبدِ کریم پر لازم ہے کہ کرم والے رب کا ہر وقت ہر لحہ ولحظہ شکر ادا کرتا رہے اور لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ کے انعامات سے حصہ پاتا رہے۔ رب کریم نے ادائیگیِ شکر کے لیے انسان کو ایک اہم نعمت ذہنی استعداد وبصیرت بھی عطا فرمائی ہے جس کے ذریعے انسان معرفت ربی حاصل کر کے رب کریم کے فرمان: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ پر بطریق احسن عمل پیرا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں انسان اس بات کا سزاوار ہے کہ رب کریم کے کلام اور مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى کے مصداق مُتَمِّمِ مکارم اخلاق صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال پر خوب غور وفکر کرے اور اس میں پوشیدہ حکمتیں جانے اور قلوب واذہان کو منور کرے لیکن یہ سب کچھ بغیر مطالعہ ممکن نہیں۔

حضرت علامہ ومولانا محمد آصف اقبال صاحب ایسے محقق عالِم دین ہیں جنہوں نے نہ صرف مطالعہ کو اپنی غذا بنا رکھا ہے بلکہ اس طرف اپنے دوست احباب کو بارہا متوجہ کرتے نظر آتے ہیں اور اس امر میں اپنا مال خرچ کرنے میں بھی توقف نہیں فرماتے لہذا اسی نیک مقصد کے حصول کے خاطر اب انہوں نے مطالعہ کی اہمیت اور فوائد وثمرات پر ایک کتاب بنام ''مطالعہ، کیا، کیوں اور کیسے؟'' مرتب فرمائی کہ احباب زیادہ سے زیادہ مطالعہ کی طرف رغبت کریں۔ اپنی ذہنی استعداد بڑھائیں اور علم کی شمعیں جلائیں جو بلفظ ''اِقْــرَءْ'' اسلام کی ابتدائی تعلیمات ہیں تا کہ دنیا وآخرت سنور سکیں۔

اللہ کریم اس کتاب کے ذریعے ان کو ان کے مقصد میں کامیابی عطا فرمائے اور احباب کے لیے عام فائدے کا باعث بنائے۔ اللہ کریم ان کو، ہمیں اور تمام مسلمانوں کو دین ودنیا کی سعادتیں اور کامیابیاں عطا فرمائے۔ آمین

راقم: محمد یونس علی

اظہار خیال

از: ڈاکٹر ظہور احمد دانش صاحب

(ماس کمیونیکشن ۔میڈیا ریسرچ انسٹیٹیوٹ)

جب سے شعور ملا ہے۔بڑوں سے سنتے چلے آرہے ہیں۔کتاب انسان کی بہترین دوست ہے۔کتب بینی انسان کی زندگی میں غیر معمولی تبدیلی پیدا کرتی ہے۔کتاب دوست معاشرے میں اپنا الگ مقام رکھتے ہیں جبکہ مطالعہ کے عادی افراد اپنے حلقے میں ہر دل عزیز ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ اپنے ذخیرۂ الفاظ اور معلومات کی بنیاد پر دوسروں کو اپنا گرویدہ بنا لیتے ہیں۔مطالعہ انسان کی شخصیت سازی میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

آج بھی جو افراد اپنا رشتہ کتاب یا مطالعے سے بنائے ہوئے ہیں۔وہ معاشرے میں نمایاں اہمیت کے حامل دکھائی دیتے ہیں۔تاریخ بھی شاہد ہے کہ جس جس نے کتب بینی کو شغل بنایا اور نفع بخش وصحت مند معلومات کے لیے عرق ریزی کی آج وہ تابندہ وجاویداں ہیں۔جناب علامہ محمد آصف اقبال زید مجدہ جن کی نگہداشت اور پرورش خالصتاً ایک مذہبی گھرانے میں ہوئی ۔اس تربیت نے اپنے گہرے نقوش چھوڑے جو انھیں آج بھی دیگر سے ممتاز کرتے ہیں۔آج شعوری،فکری،معاشرتی،ملی و معاشی پستی کے ماحول میں علم دشمن،علم سوز رویوں کو

پروان چڑھتا دیکھ کر موصوف کا مطالعہ کے متعلق معنی خیز مواد پیش کرنے کے لیے قلم اُٹھانے کا اقدام نہایت ہی کارگر ثابت ہوگا۔ چنانچہ،

تحریر کے زریں اصولوں:

(۱)..... ACCURACY

(۲)..... BRAVETY

(۳)..... CLEARTY

کے عین مطابق ترتیب دی ہوئی یہ کتاب قارئین کے لیے بہترین پیش کش ہے۔ مطالعہ ایک ایسا دوربین ہے جس کے ذریعے انسان دنیا کے گوشہ گوشہ کو دیکھتا رہتا ہے، مطالعہ ایک طیارے کی مانند ہے جس پر سوار ہو کر ایک مطالعہ کرنے والا دنیا کے چپہ چپہ کی سیر کرتا رہتا ہے اور وہاں کے تعلیمی، تہذیبی، سیاسی اور اقتصادی احوال سے واقفیت حاصل کرتا ہے۔ ''مطالعہ، کیا، کیوں اور کیسے؟'' عمدہ مستطاب ہے۔

اللہ عزوجل ! فاضل نوجوان '' جناب علامہ محمد آصف اقبال '' کی اس سعی جمیلہ کو قبول فرما کر اپنے خزانہ رحمت سے خوب خوب حصّہ عطا فرمائے۔ آمین

طالب دعا: حقیر پر تقصیر ڈاکٹر ظہور احمد دانش
دوٹھلہ نکیال آزاد کشمیر

ثمرات کتب بینی

از: علامہ محمد طاہر رضا ثناء صاحب
(متخصص فی الفقہ، ریسرچ اسکالر کراچی یونیورسٹی)

جو نور علمی چاہیے تو کیجیے مطالعہ
ہاں معرفت بھی چاہیے تو کیجیے مطالعہ
خزینۂ کتب سے ہو حصول علم کس طرح؟
یہ جانکاری چاہیے تو کیجیے مطالعہ
نظر بھی ہو وسیع تر دماغ بھی ہو تیز تر
یہ حسن و خوبی چاہیے تو کیجیے مطالعہ
طراوت ذہن بھی اور پختگی فکر بھی
کمال اس میں چاہیے تو کیجیے مطالعہ
بزرگوں کے ہیں کارنامے ماضی میں کیا بھلا؟
یہ آگہی بھی چاہیے تو کیجیے مطالعہ
مشاہدات و تجربات سے ہوں مستفید بھی
جو اثر فوری چاہیے تو کیجیے مطالعہ
لکھاری بھی کثیر ہیں کتاب گھر بھی جا بجا
متاعِ علمی چاہیے تو کیجیے مطالعہ

کتابِ کائنات سے ملے مراد کا گہر
یہ ذوقِ فکری چاہیے تو کیجیے مطالعہ

ترقی جہان بھی ، خبر رہے ہر آن کی
گہر شناسی چاہیے تو کیجیے مطالعہ

بصیرت اور جودت خیال بھی نصیب ہو
جو فکر عُلوی چاہیے تو کیجیے مطالعہ

بھلے برے میں فرق اور کام کا سلیقہ بھی
یہ نکتہ سنجی چاہیے تو کیجیے مطالعہ

علوم اور فنون ہیں بلاشبہ بہت مگر
کتب نگاری چاہیے تو کیجئے مطالعہ

تلاشِ حق میں مضطرب حقیقتِ شناس ہو
ہُدیٰ یقینی چاہیے تو کیجیے مطالعہ

مماثلِ تلاوتِ قرآن کوئی شے نہیں
نجات ابدی چاہیے تو کیجیے مطالعہ

معارف کتاب اور سیرت رسول سے
جو رہنمائی چاہیے تو کیجیے مطالعہ

جو فضل رب بھی ساتھ ہو ضرر نہیں ثنا ذرا
رضائے ربی چاہیے تو کیجیے مطالعہ

کتابیات

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف / مؤلف
1	قرآن کریم	کلام رب کریم جل جلالہ
2	کنز الایمان	امام اہلسنّت امام احمد رضا خان حنفی
3	تفسیر نعیمی	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی
4	صحیح بخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری
5	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج نیشا پوری
6	مشکوۃ المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی
7	جمع الجوامع	امام جلال الدین سیوطی شافعی
8	کنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی
9	شعب الایمان	امام احمد بن حسین بیہقی
10	فیض القدیر	علامہ محمد عبد الرؤف مناوی
11	جامع بیان العلم وفضلہ	علامہ یوسف بن عبد اللہ قرطبی
12	ایہا الولد	حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی
13	ذم الھوی	علامہ عبد الرحمٰن بن ابو الحسن جوزی
14	تعلیم المتعلم طریق التعلم	امام برہان الدین زرنوجی
15	طبقات امام شعرانی	علامہ عبد الوہاب شعرانی
16	فضل العلم والعلماء	رئیس المتکلمین امام نقی علی خان
17	فتاوی رضویہ	امام اہلسنّت امام احمد رضا خان حنفی

18	مہرِ منیر	خطیبِ گولڑہ مفتی فیض احمد
19	حیاتِ محدث اعظم	حافظ محمد عطاء الرحمٰن رضوی
20	نوادراتِ محدث اعظم پاکستان	محمد جلال الدین قادری
21	علم وحکمت کے 125 مدنی پھول	امیرِ اہلسنّت محمد الیاس عطار قادری
22	فضائل علم وعلما	مفتی جلال الدین امجدی
23	علم اور علماء کی اہمیت	شیخ الحدیث مفتی محمد قاسم قادری
24	تذکرۃ المحدثین	شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی
25	کچھ دیر طلباء کے ساتھ	علامہ غلام نصیر الدین گولڑوی
26	تحفۃ المبلغین	مفتی محمد اکمل عطا
27	روبرو، کالمز	خوشتر نورانی
28	ماہنامہ اشرفیہ	جنوری 2014
29	شاہراہِ زندگی پر کامیابی کا سفر	محمد بشیر جمعہ
30	تعریفات	سید شریف علی بن محمد جرجانی
31	اردو لغت	ترقی اردو بورڈ کراچی
32	فیروز اللغات	مولوی فیروز الدین
33	قاموس مترادفات	وارث سرہندی
34	ابجد العلوم	صدیق حسن

مطالعہ

مطالعہ ذہن کو کھولتا
نتائج سے باخبر کرتا
دانائی کی باتوں پر مطلع کرتا
فصیح اللسان بناتا
غور وفکر کی صلاحیت بڑھاتا
علم کو مستحکم و پختہ کرتا
شبہات ختم کرتا
خیالات مکدر ہونے سے بچاتا
تنہا شخص کا غم دور کرتا ہے۔

ترکِ مطالعہ

ترکِ مطالعہ ذہن کو زنگ لگاتا
علم میں کمی کرتا
عمل میں کوتاہی لاتا
زبان کے لئے رکاوٹ بنتا
دل میں خلل ڈالتا
عقل میں فتور و خرابی پیدا کرتا
فکر کو خشک کرتا
خیالات کو پراگندہ کرتا
شبہات کو جنم دیتا ہے۔